امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- حضرت خالد بن ولیدؓ
- مطالعہ کی اہمیت
- صدقۂ فطر کی حکمت ومصلحت
- آخری مرحلہ تک یہ کوشش جاری رہے
- روزہ اور تعمیر سیرت
- رشوت آج برق رفتاری سے……
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ طب وصحت

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 20 مورخہ ۱۴ر رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۰ر مئی ۲۰۱۹ء روز سوموار

رمضان کی قدر کیجئے

مولانا عبد الماجد دریا بادی

مسلمان کے لئے سال بھر میں سب سے زیادہ متبرک مہینہ یہی رمضان کا ہے۔ قرآن مجید وحدیث نبوی دونوں اس کی بزرگیوں اور فضیلتوں پر گواہ ہیں۔ آپ اپنی جگہ پر سوچئے کہ خود آپ کہاں تک اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ آپ خود اور آپ کے گھر والے روزہ دار ہیں؟ اور اگر کسی عذر شرعی کی بناء پر مجبوراً ترک روزہ کئے ہوئے ہیں، تو اس کی قضا یا مسکینوں کے کھلانے پر مستعد ہیں؟ آپ کے محلّہ اور آپ کی بستی کی مسلمان آبادی میں، روزہ داروں اور غیر روزہ داروں کی تعداد میں کیا تناسب ہے؟ شب برات ومحرم کے مراسم جس وسیع پیمانہ پر مسلمانوں میں گھر گھر منائے جاتے ہیں، عید وبقرعید کے موقع پر ہر گھر میں جو سامان جشن ہوتا ہے، کیا اسی مناسبت سے ہم اور آپ رمضان المبارک کے اہتمام واحترام میں مصروف رہتے ہیں۔

اس ماہ مبارک کے اہتمام واحترام کے یہ معنی نہیں کہ دن کا بیشتر حصہ سونے اور بدمزاجی میں اور شب کا بڑا حصہ معدہ کی خاطر داریوں میں بسر کیا جائے اور شام کے وقت افطاری کے نام سے ہر قسم کی فضول خرچی اور بد احتیاطی روا رکھی جائے۔ روزہ، تو اس واسطے ہے کہ ہم کو سادگی کا سبق دے اور طبیعت کو صبر وتحمل کا خوگر بنائے۔ ہمارے جو بھائی عام طور پر شام کو ایک یا دو چیزیں کھانے کے عادی ہیں، اور رمضان میں محض افطار کے وقت پانچ پانچ سات سات کھانے ضروری سمجھتے ہیں، وہ خود اپنے دل میں ذرا غور کریں کہ وہ روزہ کی غرض کہاں تک پوری کرتے ہیں، روزہ تو خواہشوں کے ضبط کے لئے ہے نہ اس لئے کہ انہیں کئی گنا بڑھا اور پھیلا دیا جائے، الہ آباد میں کئی سال ہوئے ایک ذی علم اور مشہور صوفی بزرگ تھے، وہ اس مہینہ میں گوشت اور دوسری لذتوں کا استعمال بالکل ترک کر دیتے تھے، روزہ کی روح وغایت کو وہ ہم لوگوں سے کہیں بہتر سمجھتے تھے، جو افطاری کی بے اعتدالیوں کو جزو رمضان بنائے ہوئے ہیں۔

روزہ، جسم وروح، دونوں کا قدرتی مصلح اور صحت بدنی وصحت اخلاقی دونوں کا ضامن ہے۔ ہم نے اپنی شامت وبدبختی سے اس کی یہ دونوں خوبیاں زائل وبرباد کر دی ہیں، اول تو ایک بڑی آبادی سرے سے روزہ رکھتی ہی نہیں ہے پھر جو روزہ دار ہوتے ہیں وہ دن میں ہر قسم کی بدمزاجی اور چڑچڑاہٹ کو روزہ کے عذر پر اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں، اور افطار کے وقت سے لے کر سحری تک کھانے پینے کی ہر بے اعتدالی روا رکھتے ہیں، اس کا نام روزہ نہیں۔ روزہ دار کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ غیبت، حسد، غصہ، طمع ہر قسم کی اخلاقی گندگی سے اپنے تئیں پاک رکھے، غصہ اور اشتعال کے موقع پر بھی ضبط وصبر سے کام لے، اور بدگوئی وسخت کلامی کے مقابلہ میں نرمی وفروتنی اختیار کرے، یہ روزہ روح کا ہوا۔

جسم کا روزہ یہ ہے کہ افطار کے وقت اور افطار کے بعد غذا میں افراط واسراف سے بچے، ماہ رمضان میں ہم میں سے بہتوں کی صحتیں بجائے درست ہونے کے خراب ہو جاتی ہیں، اور اکثروں کو جو معدہ کی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں، وہ سب انہی بدپرہیزیوں اور بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہیں۔

روزہ کی حالت میں غصہ کرنے دوسروں کی عیب چینی کرنے سے بچئے، اگر ایک شخص قند اور دودھ کا نفیس شربت تیار کرتا ہے، مگر اس میں کچھ مکھیاں بھی پیس کر ملا دیتا ہے، آپ ایسے شخص کی صحت دماغی کی بابت کیا رائے قائم کریں گے؟ ایک شخص لذیذ سے لذیذ اور بہتر سے بہتر کھانا خوان میں لگا کر لاتا ہے، لیکن اس میں ایک جزو غلاظت کا بھی ملا دیتا ہے، آپ اس بدنصیب کی عقل وفہم پر ماتم کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟ یقین فرمائیے کہ اس سے کہیں زائد موجب تاسف ومستحق ماتم اس بے عقل وبدنصیب کی حالت ہے جو روزہ رکھ کر بھی، غصہ کر کر کے، عیب چینی میں مصروف رہ رہ کے، نفسانی خواہشوں کے منصوبوں میں مبتلا رہ رہ کے، روزہ کی نعمتوں اور راحتوں، لذتوں اور فرحتوں کو اپنے ہاتھوں غارت کرتا رہتا ہے، اور جو حرمان نصیب سرے سے روزہ ہی کو ترک کئے ہوئے ہیں، ان بیچاروں کو تو بس اللہ ہی سیدھی سمجھ اور نیک ہدایت کی توفیق نصیب کرے۔

اس ماہ مبارک میں ایک شب مبارک ایسی آتی ہے، جسے خدائے پاک نے ”ہزار مہینوں سے بہتر“ فرمایا ہے، اور رسول خدا نے جس کی برکتوں اور فضیلتوں کی بہت سی تفصیل بیان کی ہے، یہ رات رمضان کے آخری عشرہ کی کسی طاق رات (یعنی اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں، یا انتیسویں) کو واقع ہوتی ہے، لوگ اس کی بزرگیوں اور برکتوں کی تفصیلات سے واقف ہیں، اس لئے ان کے دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ خود ہم میں اس مبارک رات، شب قدر، کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت کہاں تک موجود ہے؟ یہ رات آخر ابوجہل وابولہب پر بھی تو گزری، مگر انہوں نے اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ پس معلوم ہوا کہ کسی بابرکت شے سے فائدہ اٹھانے کے لئے قابلیت وصلاحیت ہونا بھی ضروری ہے، پانی سب جگہ برستا ہے مگر کوئی زمین سبزہ زار بن جاتی ہے اور کوئی بدستور خشک رہتی ہے۔ سو اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے تئیں، شب قدر کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کے کہاں تک اہل وقابل بنایا؟

”اگر ہم نے اپنی غفلت ونادانی سے اس مبارک مہینہ کے بابرکت گھنٹوں اور گھڑیوں کو ضائع ہونے دیا، اگر ہم نے یہ سارا زمانہ بھی نفس پرستی وتن آسانی کی نذر رکھا، اگر ہماری روح کو یہ مہینہ بھی بیدار نہ کر سکا تو ہم ایسے بد بختوں اور شامت زدوں کے لئے ہزار ہا شب قدر کا آنا اور جانا سب برابر ہے“

ہم میں کتنے ایسے ہیں جنہوں نے پورے مہینہ کے روزے رکھے؟ کتنے ایسے ہیں جنہوں نے روزہ کے شرائط پورے کئے؟ کتنے ایسے ہیں جنہوں نے دنیا کی نمائش کے لئے اور دوسروں کے اثر ودباؤ سے نہیں، بلکہ محض امر الٰہی کی تعمیل میں، ہنسی خوشی، بھوک اور پیاس کی تکلیف کو گوارا کیا؟ کتنے ایسے ہیں، جنہوں نے روزہ کی حالت میں غصہ، بدمزاجی اور جھنجھلاہٹ کے بجائے اپنی طبیعت میں ضبط، تحمل، انکساری وفروتنی کو غالب رکھا؟ کتنے ایسے ہیں جو اسراف سے بچے؟ کتنے ایسے ہیں جنہوں نے بجائے حرص وہوس، دن بھر اپنے نفس میں قناعت وصبر وشکر کے جذبات کو ترقی دی؟ کتنے ایسے ہیں جنہوں نے بھوکوں، پیاسوں، ناداروں اور محتاجوں کے ساتھ عملی ہمدردی کی ضرورت کو محسوس کیا؟ کتنے ایسے ہیں، جنہوں نے افطار، سحرؤ وطعام شب کی بے احتیاطیوں، بے اعتدالیوں اور نمائشی فیاضیوں سے اپنے تئیں باز رکھا؟ کتنے ایسے ہیں جنہوں نے اپنے وقت عزیز کا ایک معقول حصہ قرآن پاک کے پڑھنے اور اس کے معنی سمجھنے میں صرف کیا؟ کتنے ایسے ہیں جنہوں نے پانچوں وقت نماز باجماعت پابندی اور خوش دلی کے ساتھ ادا کی؟ کتنے ایسے ہیں جن کا دل اپنے ہم مذہبوں کی مصیبتوں اور تکلیفوں پر نرم ہوا؟

اگر ہم نے اپنی غفلت ونادانی سے اس مبارک مہینہ کے بابرکت گھنٹوں اور گھڑیوں کو ضائع ہونے دیا، اگر ہم نے یہ سارا زمانہ بھی نفس پرستی وتن آسانی کی نذر رکھا، اگر ہماری روح کو یہ مہینہ بھی بیدار نہ کر سکا تو ہم ایسے بدبختوں اور شامت زدوں کے لئے ہزار ہا شب قدر کا آنا اور جانا سب برابر ہے، البتہ اگر ہم کو فضل خداوندی سے یہ توفیق حاصل ہوگئی ہے کہ ہم اپنی کمزور بساط اور ناتواں حیثیت کے مطابق کچھ بھی ”لعلکم تتقون“ کا منشاء خداوندی پورا کر سکے ہیں، اپنی قوت ایمانی کو کچھ بھی تازہ کر سکے ہیں، اپنے مسلم ومومن ہونے کا کچھ بھی ثبوت اپنے عمل سے دے چکے ہیں، تو ان شاء اللہ شب قدر کی برکتوں سے ہم محروم نہ رہیں گے، توفیق الٰہی یقیناً ہماری دستگیری کرے گی، اور جن فیوض روحانی ومادی اور برکات دینی ودنیوی کے وعدے ہم سے کئے جا چکے ہیں، وہ ضرور پورے ہو کر رہیں گے۔

ایمان کی لذت

”دل کی گہرائیوں کے اندر ایمان کی لذت کو تلاش کیجئے، اگر دل کی گہرائیوں میں ایمان اور عبادت کی لذت کو تلاش کرنے کی عادت ہوگی تو یقین مانئے کہ دنیا ہمارے اور آپ کے قدموں میں ہوگی۔“

(مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم)

بلا تبصرہ

”سیاسی اور معاشرتی اخلاقیات کا جنازہ نکل چکا ہے، ہر سیاسی جماعت اور سیاسی رہنما ایک بے مہار اونٹ ہے جس کے قول وعمل پر کسی قسم کا قدغن نہیں، ظاہر ہے کہ یہ صورت حال نہ صرف جمہوری نظام کے لئے تباہ کن ہے، بلکہ بد نظمی اور سیاسی انتشار کا پیش خیمہ بھی ہے۔“ (روزنامہ انقلاب ۱۰ر مئی ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

لایعنی کاموں میں وقت ضائع نہ کریں:

بعض لوگ اللہ سے غافل کردینے والی باتیں خرید کرتے ہیں تاکہ بغیر سمجھے بوجھے اللہ کے راستہ سے ہٹادیں اور اس کا مذاق اڑائیں، ایسے ہی لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے (سورہ لقمان ٦)

وضاحت : اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو لایعنی اور بے کار باتوں میں وقت ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اس سے نہ صرف انسانوں پر غفلت طاری ہوجاتی ہے، بلکہ اس کا وقار اور اعتبار بھی مجروح ہوجاتا ہے نتیجہ اس کے ظاہری ومعنوی ترقی کے دروازے بند ہوجاتے ہیں، آیت کے شان نزول کا پس منظر یہ ہے کہ عہد رسالت میں نضر بن حارث ایران کے بادشاہوں کے لذیذ کہانیاں اور واقعات پر مشتمل کتابیں خرید کر لاتا اور مکہ والوں کو سناتا اور کہتا کہ یہ کلام محمد بن عبداللہ کے کلام سے بہتر ہے اور مقصد یہ ہوتا کہ لوگ قرآن کریم کی طرف سے بے توجہ ہوجائیں، جن کے دل میں عناد ودشمنی ہوتی وہ ان قصوں کو شوق و رغبت میں سنتے اور لوگوں کو بھی اس کے سننے کی ترغیب دیتے چنانچہ اللہ نے اس آیت کو نازل فرما کر اہل ایمان کو متنبہ کیا کہ تم فضول اور بے کار باتوں میں نہ پڑا کرو اور ان تمام چیزوں سے گریز کرو جو تم کو اللہ کی عبادت اور یاد سے غفلت میں ڈال دے، خواہ یہ گانے بجانے کی شکل میں ہو، یا فحش لطائف کی شکل میں کیونکہ اس میں نہ کوئی دینی فائدہ ہے اور نہ ہی دنیوی بلکہ صرف وقتی طور پر تلذذ کا سامان ہے مگر اس کے مضر اثرات دل ودماغ پر پڑتے ہیں، پھر اخلاق وعادات بگڑنے لگتے ہیں، آج T.V کے بے شمار چینلوں پر گانے بجانے والیاں نغمتوں کے ذریعہ اپنی توانائی صرف کرتی ہیں اور نوجوانوں کو اپنی زلف گرہ گر میں الجھا کر ضلالت وگمراہی میں مبتلا کردیتی ہیں، مومن بندہ کو اس طرح کے گانوں سے گریز کرنا چاہئے یہ سب لہوالحدیث میں شامل ہیں۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار باتوں کا مشغلہ چھوڑ دے اور ان امور کو اپنا مشن بنائے جن کو اسلام قابل اعتناء اور لائق اہتمام سمجھتا ہے اور جن سے دنیا وآخرت میں کوئی فائدہ متوقع ہے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے لکھا ہے مذموم اور ممنوع وہ کھیل ہے جس میں کوئی دینی ودنیوی فائدہ نہیں، ہاں جو کھیل بدن کی ورزش، صحت اور تندرستی باقی رکھنے کے لئے یا کسی دوسری دینی ودنیوی ضرورت کے لیے یا کم ازکم طبیعت کی تھکان دور کرنے لیے ہوں اور ان میں غلو نہ کیا جائے کہ انہیں کو مشغلہ بنا لیا جائے اور ضروری کاموں میں ان سے حرج پڑنے لگے تو ایسے کھیل شرعاً مباح اور دینی ضرورت کی نیت سے ہوں تو ثواب بھی ہوتی ہیں (معارف القرآن)

مگر جن کھیلوں اور بے فائدہ نغموں سے دل پر غفلت کی چادر پڑتی ہو اور گمراہی کے راستہ پر لے جاتے ہوں ایسے کھیلوں اور گانوں میں مبتلا ہونا معصیت ہے اور سخت گناہ ہے، اس طرح کے کھیلوں کے کھیلنے سے بچنا چاہئے۔

اعتکاف کی روح:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا تہبند مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے (مسلم شریف)

وضاحت: یاد رکھیے رمضان المبارک کا ہر لمحہ اور اس کی ہر گھڑی بے انتہاء خیر وبرکت کا ذریعہ ہے، ہمہ دم اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، لیکن اس کا آخری عشرہ اس حیثیت سے بابرکت ہے کہ اس عشرہ کی طاق راتوں میں وہ برکت والی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اسی عشرہ میں اعتکاف بھی ہے جہاں مومن بندہ اپنے دل کو اللہ کے ساتھ وابستہ کرلیتا ہے، علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ اعتکاف کی روح دل کا اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور مخلوقات سے الگ ہوکر صرف ایک خدا کی یاد میں مشغول ومنہمک ہوجانا ہے اسی سوچ، اسی کی فکر، یہی تذکرے، اسی کی بات چیت یہاں تک کہ انسان کے دل ودماغ پر خدا ہی کا تصور چھاجائے اور اسی کی یاد میں سماجائے اور بجائے مخلوق کے خالق ہی سے دل لگنے لگے (زادالمعاد اول) اسی لئے جب ماہ رمضان کے آخری دس دن شروع ہوجاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے تھے اور رات رات بھر عبادت میں مصروف رہتے، گھر کے لوگوں اور خویش واقارب کو بھی جگاتے تھے، تاکہ اللہ کی یاد سے اپنے دلوں کو منور کریں، عبادت، ذکر وتلاوت اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مسجد کے کسی گوشۂ تنہائی میں چلے جاتے اور خوب عبادت وریاضت فرماتے مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف چھوٹے خیمہ میں کیا اس اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا: ”میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا تو میں لیلۃ القدر تلاش کرتا رہا، پھر میں نے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا تو مجھ سے ایک فرشتہ نے آکر کہا کہ لیلۃ القدر تو رمضان کے آخری عشرہ میں ہے، اب جو میری سنت کی اتباع میں اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے اس کے علاوہ پہلے عشرہ اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف مستحب ہے اس لیے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ جس مسجد میں پانچوں وقت باجماعت نماز ہوتی ہیں وہاں اعتکاف کریں۔ نوافل وسنن، ذکر وتلاوت اور تسبیح ووظائف کا اہتمام کریں، مسجد میں فضول اور لایعنی باتوں اور کاموں سے گریز کریں، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو شب قدر کی قدر کرنے اور حسب سہولت اعتکاف کرنے کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

سونا چاندی اور روپے کی زکوٰۃ:

وجوب زکوٰۃ کے لئے سونے اور چاندی کا نصاب کیا ہے؟ روپئے کتنی مقدار میں ہوں تو زکوٰۃ دینی ہوگی؟

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــــــیق

سونا کا نصاب ساڑھے سات تولہ یعنی ۸۷ گرام اور ۴۸۰ ملی گرام ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ یعنی ۶۱۲ ؍گرام اور ۳۶۰ ؍ملی گرام ہے، اگر کسی کے پاس دونوں اپنے اپنے نصاب کے بقدر یا اس سے زائد ہوں تو دونوں کی زکوٰۃ نکالی جائے گی، اور اگر دونوں اپنے اپنے نصاب سے کم ہوں تو ایسی صورت میں سونا کی قیمت کے ذریعہ چاندی کا نصاب پورا کیا جائے گا اور پوری مالیت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

اور اگر صرف سونا یا صرف چاندی ہو جس کا نصاب پورا نہ ہو لیکن اس کے ساتھ نقد رقم بھی ہو جس کو شامل کر کے نصاب پورا ہوجاتا ہو تو ایسی صورت میں روپئے کے ذریعہ نصاب مکمل کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر نصاب پورا کرنے کے بقدر روپئے نہ ہوں تو صرف سونا یا صرف چاندی جو اپنے نصاب سے کم ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی خواہ سونا کی قیمت چاندی کے نصاب سے بڑھ کیوں نہ جائے۔

اور اگر کسی کے پاس سونا چاندی کچھ بھی نہ ہو لیکن اتنی رقم موجود ہو جس کے ذریعہ ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکے اور اس رقم پر سال پورا ہوگیا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زیورات کی زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟

ہمارے پاس کچھ زیورات ہیں جن کی زکوٰۃ ادا کرنی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ان زیورات کی کس قیمت کا اعتبار کریں؟ قیمت خرید کا یا قیمت فروخت کا کیونکہ دونوں کی قیمت میں فرق ہے۔

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــــــیق

سونا اور چاندی کے زیورات خواہ استعمالی ہوں یا غیر استعمالی سب میں زکوٰۃ ہے بشرطیکہ وہ مقدار نصاب ہوں، زیورات میں ادائے گی کے دن ان کی جو قیمت فروخت ہوگی اسی کا اعتبار ہوگا اور کل قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

میں ایک تجارت پیشہ آدمی ہوں، زکوٰۃ ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن کس طرح زکوٰۃ ادا کروں سمجھ میں نہیں آرہا ہے، کیونکہ ایک تو سامان تجارت ہے جو دوکان میں موجود ہے دوسرا بینک میں جمع کچھ رقم ہے، کچھ رقم گراہکوں کے ذمہ ہے جس کو وہ حسب سہولت ادا کرتے ہیں، اور کچھ رقم میرے ذمہ لون کی شکل میں ہے۔ ایسی صورت میں زکوٰۃ کی ادائے گی کی شکل کیا ہوگی؟

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــــــیق

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تاریخ میں آپ زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں اس تاریخ میں اپنی ملکیت میں موجود نقد رقم، بینک میں محفوظ رقم، سونا چاندی دوکان میں موجود تجارتی سامان سب کی مجموعی قیمت اس دن کے مارکیٹ کی قیمت کے اعتبار سے جوڑ لیں، اگر لوگوں کے ذمہ بقایا رقم ہو جس کی وصولی کی امید ہو اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کرلیں، اس کے بعد اپنے ذمہ جو قرض ہے جس کو اسی سال ادا کرنا ہو تو اس کو منہا کر لیں اسی طرح اگر سرکاری یا غیر سرکاری چند سالوں میں قسط وار ادا کئے جانے والا قرض ہو تو اس سال کے قسط کو منہا کرلیں اس کے بعد جو رقم بچے اس میں ڈھائی فیصد یعنی ایک ہزار میں پچیس روپئے کے لحاظ سے زکوٰۃ ادا کریں۔

روزہ کا فدیہ کس پر ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟

رمضان کے روزوں کا فدیہ کس پر ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟ جواب سے نوازیں

الجــــواب و باللّٰہ التوفــــــــــیق

قرآن کریم میں اللہ پاک کا ارشاد ہے ”وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین (البقرہ) جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں خواہ پیرانہ سالی کی وجہ سے ہو یا کسی ایسے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے جس میں روزہ رکھنا صحت کے لیے سخت نقصان دہ ہو اور بعد میں بھی شفایابی کی کوئی امید نہ ہو ایسے آدمی کے لیے حکم یہ ہے کہ فدیہ ادا کرے یعنی ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے۔

فدیہ میں ایک صدقۂ فطر کی مقدار گندم یا ان دونوں کی قیمت بھی ادا کرسکتے ہیں، گندم نصف صاع (ایک کلو ۶۹۲ گرام) ہے جبکہ جو ایک صاع (تین کلو ۳۸۴ ؍گرام) ہے، نصف صاع گیہوں کی قیمت تقریباً چالیس روپئے ہے جو اتنا کم ہے کہ اس میں ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلایا نہیں جاسکتا، اس لئے بہتر یہ ہے اور قرآنی حکم کے پیش نظر احتیاط اسی میں ہے کہ فدیہ چالیس روپئے پر اضافہ کر کے اتنا دیا جائے جس سے مسکین رمضان میں افطار کے بعد کھانا اور سحری کھا سکے یا پھر ایک صاع جو کی قیمت ادا کی جائے جو تیس روپئے کلو کے حساب سے ایک سو دو روپئے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 20 مورخہ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۰؍مئی ۲۰۱۹ء روز سوموار

سخاوت وفیاضی کا مہینہ

رمضان کا مبارک مہینہ ہمدردی وغمگساری، حاجت روائی، خیر خواہی اور بھلائی کرنے کا مہینہ ہے، اس ماہ مبارک میں روزہ کی عملی تربیت اور اسکی برکت سے دلوں میں سخاوت وفیاضی کا جذبہ ابھرتا ہے اور غریبوں کی غربت اور مسکینوں کی پریشانیوں کا احساس بیدار ہوتا ہے، یہ احساس، یہ جذبہ، یہ شعور جس کو لوگ نرم دلی کا نام دیتے ہیں، رحمت وشفقت سے تعبیر کرتے ہیں، جس کی بنیاد پر آپ مصیبت زدہ لوگوں کے لئے سہارا بنتے ہیں، اسی کو جود وسخا کہتے ہیں، اسی لئے ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت وفیاضی ماہ رمضان میں بڑھ جاتی تھی اگر اللہ نے آپ کو بھی مال ودولت کی نعمت سے نوازا ہے اور اس ماہ میں زکوٰۃ نکالنے کا معمول بنا رکھا ہے تو ضرور حساب لگا کر نکالنا چاہئے اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کرنی چاہئے، کیونکہ جو لوگ اللہ پر بھروسہ کرکے دینے کے عادی ہوجاتے ہیں وہ زندگی بھر کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہتے ہیں اور پھر اللہ کی طرف سے ان کی ضرورتیں اور حاجتیں پوری ہوتی رہتی ہیں اور انسان ہر طرح کے آفات وبلیات سے محفوظ رہتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات دینے سے جذبہ ایثار اور قوت برداشت کی صفت پیدا ہوتی ہے، قرآن مجید میں نماز کے بعد جس چیز کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے، وہ انفاق ہے، اور اس کو تقویٰ اور ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے، انفاق ایک ہمہ گیر لفظ ہے جس کے اندر فرض انفاق مثلاً زکوٰۃ وکفارات اور نفلی انفاق سب شامل ہے، یعنی انسان صرف مقدار واجب خرچ کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ جس قدر مال ودولت اس کی ضرورت سے زائد ہو وہ معاشرے کے کمزور طبقوں تک پہونچائے، کیونکہ مال ودولت درحقیقت اللہ کی ملکیت ہے، انسان اس پر صرف نگراں اور خلیفہ ہے، وہ قطعی طور پر اپنی ملکیت کے سلسلہ میں خود مختار نہیں بلکہ وہ اللہ کے حکم کا پابند ہے، لہذا جس جگہ وہ خرچ کرنے کا حکم دے انسان کے لئے وہاں خرچ کرنا ضروری ہوجاتا ہے تاکہ اللہ کی اطاعت اور اس کے احکام کی بجا آوری اور اس کی مخلوقات کے ساتھ احسان مندی کی صفت پیدا ہوسکے، یہ بھی یاد رکھئے کہ جو کام اللہ کے لئے کیا جاتا ہے اس میں اللہ سے صلہ ملنے کی تمنا ہوتی ہے، مال خرچ کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ غریبوں اور محتاجوں کو دیا جائے، اگر مال دے کر احسان جتلایا یا تکلیف پہونچائی تو اس کا ثواب ختم ہوجائے گا، اگر آپ کے پاس اللہ کی دی ہوئی نعمت مال کی شکل میں موجود ہے تو دے کر نہ احسان جتلایئے اور نہ ہی بخل وکنجوسی سے کام لیجئے، مال کو جمع کرنے اور گن گن کر رکھنے والے کو قیامت کے دن اس آگ میں ڈالا جائے گا جو اس کے اندر ڈالی جانے والی ہر چیز کو نیست ونابود کردے گی، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ریا ونمو اور بخل وکنجوسی سے محفوظ رکھے اور اس بابرکت مہینہ میں رضاء الٰہی کے جذبہ سے خرچ کرنے کی توفیق بخشے رمضان کے مبارک مہینہ میں ہمارے مدارس ومکاتب کے علماء دور دراز کا سفر کرکے آپ کی خدمت میں پہونچتے ہیں، ہر اہل ثروت کی دینی واخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی اور اس کی دعوت وتبلیغ میں معاون بنیں اور دل کھول کر ان کی مالی مدد کریں، اسی طرح اپنے محتاج قرابت داروں اور مصیبت زدہ کا تعاون کریں اور اس بات کی کوشش کریں کہ افلاس وغربت کے باعث کسی کے گھر کا چولہا نہ بجھے، کوئی بھوکا وپیاسا نہ رہے، بلکہ ہر ضرورت مند، مصیبت زدہ لوگوں، غرباء ومساکین تک صدقہ وخیرات کی رقم پہونچانے کی جدوجہد کریں تاکہ اس کے ذریعہ حاجت مندوں کی حاجت پوری ہو اور یقین مانئے کہ آپ کے اس کار خیر کی وجہ سے اللہ آپ کی زندگی میں ترقی اور خوشحالی عطا فرمائیں گے۔

امارت شرعیہ کا پیغام

ملت اسلامیہ کی بنیاد کلمہ واحدہ پر ہے، جب تک اس بنیاد سے اس کا تعلق استوار ہے زمانے کی گردشیں اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں، اس لئے ہر دور میں علماء اور صالحین کا ایک گروہ اسی بنیاد کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے کوشاں رہا، اب سے سو سال قبل جب ہندوستان کی سرزمین پر انگریزوں کے عروج کا آفتاب ٹمٹمانے لگا اور یقین ہوگیا کہ برطانوی دور حکومت کا خاتمہ ہونے والا ہے تو اس وقت ہمارے بزرگوں کو احساس ہوا کہ اگر انگریز اس ملک سے چلے گئے تو یہاں ایک ایسا مشترکہ ڈھانچہ وجود میں آئے گا جس میں غلبہ اکثریت کو ہی حاصل ہوگا، چنانچہ وہ کلمہ کی بنیاد پر ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اس ملک کے غیر اسلامی نظام کے تحت مسلمانوں کے لئے شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا سامان فراہم کیا جاسکے، امارت شرعیہ کا انہیں بزرگان دین اور اکابر اسلاف کے خوابوں کی تعبیر ہے، یہ ادارہ جس کی پشت پر دین اور ملت کی شاندار خدمات کی سو سال کی تاریخ ہے اسی مقصد کے تحت وجود میں لایا گیا تھا کہ دین کی اس بنیاد کو مضبوط بنایا جاسکے، جس پر ملت اسلامیہ کی عمارت کھڑی ہے، امارت شرعیہ کے اس بنیادی مقصد اور ضرورت کے پیش نظر دیکھا جائے تو اس کی اہمیت اور افادیت سو سال پہلے کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوچکی ہے، ملک میں ایسے عناصر کا زور بڑھتا جارہا ہے جو مسلمانوں اور اسلام کی جڑ کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں، امارت شرعیہ اس جڑ کی حفاظت کرنے اور اسے مضبوط بنانے کے لئے بنیادی کام کو انجام دے رہی ہے، آج ہمارے سامنے بنیادی مسئلہ ملت کے وجود کی حفاظت اور بقا کا ہے، اس کام میں جو بھی معاون اور مددگار بن کر ہمارے سامنے آتا ہے ہم کو اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے، آج حامیوں اور مخالفوں کو پرکھنے کی یہی کسوٹی ہونی چاہئے، کیونکہ اسلام مسلمانوں کو نظم واتحاد کے ساتھ زندگی گذارنے کی تعلیم دیتا ہے، وہ انتشار اور خودسری کو قطعا برداشت نہیں کرتا، اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ انفرادی زندگی میں تو خدا کے احکام کی پیروی کرے مگر اجتماعی زندگی میں من مانی اور خودرائی کی راہ اختیار کرے ایسی زندگی کسی طرح بھی اسلامی زندگی نہیں کہی جاسکتی، لہذا اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ تنظیم واتحاد اور طاقت وقوت کا اصل سرچشمہ اسلام کی بتائی ہوئی جماعتی زندگی میں پوشیدہ ہے، اور یہی امارت کا پیغام ہے۔

برقعہ پر سیاست

جب سیاست دانوں کو کوئی موضوع سخن نہیں ملتا تو لایعنی اور بے کار باتوں پر غیر ضروری بیانات داغنے شروع کر دیتے ہیں اور پھر اس کی آڑ میں سیاسی روٹی سیکنے لگتے ہیں، کبھی آب لنچنگ پر تو کبھی لو جہاد کی وکالت پر سیاست کرتے رہے، اب برقعہ پر سیاست شروع ہوگئی ہے، حالیہ دنوں میں سری لنکا کی راجدھانی کولمبو میں دہشت گردانہ حملے کے بعد وہاں کے صدر نے تحفظاتی اقدامات کی غرض سے شرپسندوں کی شناخت کے لئے عورتوں کے حجاب اور برقعہ پر پابندی عائد کردی تاکہ اصل مجرم کو پہچانا جاسکے کیونکہ وہاں کے سیکوریٹی ذرائع کا کہنا ہے کہ برقعہ کی آڑ میں غنڈوں نے کئی معصوم جانوں کو تلف کردیا، اس سلسلہ کے بعد ہندوستان کی فرقہ پرست جماعت اور شیوسینا کے لیڈر راجیہ سبھا ممبر سنجے راوت نے بوکھلاہٹ میں اس پابندی کا سیدھا مطلب یہ نکالنا شروع کیا کہ یہاں کی عورتوں کو برقعہ اور حجاب کے استعمال پر بھی پابندی عائد کردی جائے، انہوں نے اپنے مراٹھی اخبار سامنا میں لکھا کہ راون کی لنکا میں برقعہ پر پابندی لگ چکی ہے تو رام کی ایودھیا میں یہ پابندی کب لگے گی، گرچہ اس پر اب تک حکمراں جماعت کے کسی بڑے سیاسی رہنما کا کوئی ردعمل نہیں آیا ہے، اور نہ ہی کسی انصاف پسند عناصر نے اس کی تائید کی ہے، البتہ بدنام زمانہ ملزمہ سادھوی پرگیا سنگھ ٹھاکر نے اس کی حمایت کی ہے اور اس کو ملک کی جمہوریت کے لئے خطرہ بتلایا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سادھوی نے مالیگاؤں میں دہشت گردانہ واردات کو انجام دیتے وقت برقعہ زیب تن کر رکھا تھا، یا بغیر برقعہ کے ہی بے قصور لوگوں کو خاک وخون میں لت پت کردیا تھا؟ نکسلی برقعہ نہیں پہنتے ہیں اور خطرناک قسم کے بم دھماکے کرکے لوگوں کی جانوں کو ضائع کررہے ہیں، تو پھر سنجے راوت اور سادھوی اس کے خلاف زبان کیوں نہیں کھولتی، پلوامہ میں ۴۰؍جوانوں کو شہید کرنے والا دہشت گرد برقع پہن رکھا تھا، یقینی طور پر جواب نفی میں ہے، اس لئے برقعہ پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ سراسر غیر آئینی ہے اور دستور کے مطابق بنیادی آزادی کی خلاف ورزی ہے، راجستھان میں غیر مسلم عورتیں گھونگھٹ اوڑھتی ہیں اور یہ ہندوستان کی تہذیب میں شامل ہے، اس لئے اس طرح کا مشورہ دینا یہاں کے تہذیبی تنوع پر قدغن لگانا ہے، افسوس یہ ہے کہ یہاں کے سیاست دانوں نے پہلے دہشت گردی کو اسلامی عقائد سے جوڑنے کی کوشش کی اور جب اس میں ناکامی ہاتھ آئی تو اب لباس سے جوڑنے کی کوشش کی جارہی ہے، جو کہ نہایت افسوسناک ہے۔

برقعہ اور داڑھی دستور سے حاصل مذہبی آزادی کا حصہ ہے، اور اسے کسی بھی صورت میں ختم نہیں کیا جاسکتا۔ جو لوگ لغو اور فضولیات میں وقت ضائع کرتے ہیں خدارا دوسروں کے وقت کو برباد نہ کریں اور نقاب کی آڑ میں ہندو کارڈ کھیلنا بند کریں، نفرت اور دہشت کا ماحول بنانے کے بجائے ملک کی ترقی وخوشحالی کے لئے منصوبے بنائیں عوامی مسائل کو سلجھانے میں اپنی توانائی صرف کریں، ملک میں پھیلی بدامنی کو دور کرنے کے لئے کوئی ٹھوس اقدام کریں، برقعہ اور گھونگھٹ کی سیاست کرنے سے نہ ملک کا بھلا ہونے والا ہے اور نہ ہی سیاسی لیڈروں کا قد اونچا ہونے والا ہے۔

شکچھا متروں کو جھٹکا

سپریم کورٹ نے بہار کے تقریبا ساڑھے تین لاکھ عارضی اساتذہ کو مستقل کرنے سے انکار کردیا، جس سے شکچھا متروں کو بڑا جھٹکا لگا ہے، یہ وہ اساتذہ ہیں جنہیں حکومت بہار نے ۲۰۰۶ء سے شکچھا متر کے نام پر پندرہ سو روپے ماہانہ پر بحال کرنا شروع کیا تھا اس کے بعد انہیں کنٹریکٹ ٹیچر کی شکل دی گئی جس کی بنیاد پر اب انہیں پچیس ہزار روپے تک تنخواہ مل رہی ہے، اور وقفہ وقفہ سے ان کی تنخواہوں میں اضافہ بھی ہورہا ہے، لیکن ان اساتذہ کرام نے انہیں مستقل ٹیچروں کے مساوی تنخواہ دینے کی تحریک شروع کی اور اس سلسلہ میں پٹنہ ہائی کورٹ میں ریاستی حکومت کے خلاف مقدمہ دائر کیا کہ یکساں کام کے عوض یکساں تنخواہ ملنی چاہئے، ہائی کورٹ نے اساتذہ کے وکیلوں کی دلیل کو توجہ سے سننے کے بعد اس کو حقیقت پر مبنی قرار دیا اور اپنے فیصلہ میں ریاستی حکومت کو یکساں تنخواہ دینے کی ہدایت دی، مگر ریاستی حکومت نے اس فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کردیا، جہاں سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کے یکساں تنخواہ دینے والی ہدایت کو خارج کردیا اور سماعت کے دوران بہار حکومت کے وکیل کے دلائل پر اطمینان کا اظہار کیا، جس میں انہوں نے کہا کہ یہ تقرریاں ریاستی حکومت نے اپنی بجٹ تجویز سے کی تھی اور اس وقت وہ اقتصادی طور پر اس کی متحمل نہیں ہے کہ ان اساتذہ کو یکساں کام کے لئے یکساں تنخواہ دے سکے، جس کی تائید وحمایت مرکزی حکومت نے بھی اپنے حلف نامہ میں کیا کیونکہ اس صورت میں مرکزی حکومت پر تقریبا ۴۰؍ہزار کروڑ کا اضافی بوجھ آئے گا، جس کا پورا کرنا مشکل ہے، اب شکچھا متر سپریم کورٹ کو اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کی درخواست کرنے کی تیاری کررہے ہیں، بلا شبہ محنت وصلاحیت کی بنیاد پر اجرت ملنا چاہئے لیکن اساتذہ کرام کو بھی بچوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہئے، اگر تعلیم کا معیار بلند ہوگا تو ان کی بھی عزت بڑھے گی اور حکومت بھی دل میں نرم گوشہ رکھے گی، حق کے لئے ضرور کوشش کرنی چاہئے مگر تعلیم کے نقصان کے ساتھ نہیں۔

تاریخ اسلام

حضرت خالدؓ بن ولید

حضرت خالدؓ بن ولید بلاشبہ تاریخِ اسلام کے سب سے بڑے جرنیل ہیں، انہوں نے بے شمار لڑائیاں لڑیں لیکن کسی ایک میں بھی شکست کا منہ نہ دیکھا اور انہیں شکست ہو بھی کیسے سکتی تھی کیونکہ وہ تو ''سیف اللہ'' یعنی اللہ کی تلوار تھے، بقول ایک عرب مؤرخ ''حضرت خالدؓ ایک نادر روزگار ہستی تھے، اور مادر گیتی ان جیسا عظیم الشان قائد آج تک پیدا نہ کرسکی، مؤرخ عمر ابوالنصر حضرت خالد کے متعلق لکھتا ہے ''علاوہ دیگر سپہ سالاروں کے مسلمانوں کے پاس ایک جلیل القدر انسان تھا جس کی گرد کو بھی دوسرے سپہ سالار نہیں پہنچ سکتے ہیں، یہ تھے ''سیف اللہ'' خالد بن ولید، آپ نے جس عقلمندی اور دلیری اور بہادری سے جنگوں میں کام کیا اور جس طرح فوجوں کو ترتیب دے کر انہیں دشمن کے مقابلہ میں بھیجا، اس کا نتیجہ یہ تھا کہ عراق مسلمانوں کے ہاتھ میں آگیا، سلطنت ایران کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے، اور یرموک کی جنگ کے بعد شام اور فلسطین سے رومی سلطنت کا اقتدار ہمیشہ ہمیش کے لیے ختم ہوگیا۔

حضرت خالدؓ اپنے سپاہیوں کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے، ان کی زندگیوں کو خواہ مخواہ خطرات میں نہیں ڈالتے تھے اور ان سے نہایت نرمی اور حسن سلوک سے پیش آتے تھے، عرب مورخ ابوزید شلبی کہتا ہے کہ حضرت خالدؓ اپنی ماتحت فوج سے محبت کرتے تھے اور ہر سپاہی سے نرمی سے پیش آتے تھے، فوج کو ہمیشہ ایسے مقامات پر متعین کرتے تھے، جہاں سے فتح حاصل کرنے میں کوئی روک نہ ہو، ہلاکت کی جگہوں میں اسے کبھی نہ لے جاتے تھے بلکہ ایسے موقع پر خود آگے ہوتے تھے، غنیمت میں سے پورا پورا حصہ انہیں مرحمت فرماتے تھے، غنیمت کے علاوہ بھی انہیں انعام واکرام سے نوازتے رہتے تھے، رات کے وقت کا اکثر حصہ فوج کو لڑائی کے لیے ابھارنے، ہمت بندھانے اور جوش وخروش دلانے میں صرف ہوجایا کرتا تھا، ایک ایک صف کے سامنے جاتے اور فرماتے ''اے اہل اسلام! صبر میں عزت ہے اور بزدلی میں ذلت۔ خدائی مدد اس شخص کو حاصل ہوگی جو صبر اختیار کرے گا، فوج کے ساتھ آپ کے حسن سلوک کے نتیجے میں ہر شخص آپ کا گرویدہ ہوگیا تھا اور آپ ہی کے جھنڈے تلے لڑنا چاہتا تھا۔

ایک فوجی جرنیل حضرت خالدؓ کی شخصیت اور کردار پر اس طرح روشنی ڈالتا ہے۔ ''خالدؓ کی سوانح حیات سے از ابتدا تا انتہاء یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اللہ تعالی کی ذات پر کامل بھروسہ تھا، لیکن وہ تقدیر کے ساتھ ساتھ تدبیر کو پوری اہمیت دیتے تھے، البتہ انہیں جب فتح نصیب ہوتی تو وہ بے اختیار پکار اٹھتے کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تائید سے ہمیں فتح بخشی ہے، ان کی زبان سے کبھی بھولے سے بھی یہ کلمہ نہ نکلا کہ میری حسن تدبیر یا میری بہادری سے یہ فتح نصیب ہوئی''۔ خالدؓ مذہبی امام بھی تھے اور اعلیٰ درجہ کے سپہ سالار بھی اپنے ساتھیوں کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنا ان کی جبلت میں داخل تھا اور یہ حقیقت ہے کہ کامیاب جرنیل وہی ہوسکتا ہے جو میدان جنگ میں جرأت مندانہ طریقے سے اپنی جان کی بازی لگانے میں کوتاہی نہ کرے، جو جرنیل ضرورت سے زیادہ محتاط ہو وہ بزدل ہوتا ہے اور وہ کبھی فاتح نہیں بن سکتا۔

سپہ سالاری کے عہدے سے حضرت خالدؓ کی معزولی کے موقعہ پر ان کا جو بے مثال اور اعلیٰ وارفع کردار سامنے آتا ہے وہ اتنا شاندار اور قابل قدر ہے کہ پوری ملت اسلامیہ اس پر بجا طور پر فخر کرسکتی ہے، انہوں نے امارت سے معزول ہونے کے بعد بھی کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے ملت اسلامیہ کے مفاد اور نظم وضبط کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچتا، نہ ان کے جذبہ وجوش جہاد میں کوئی فرق آیا، اور نہ ان کے خلوص میں کوئی کمی واقع ہوئی اس سلسلہ میں ابوزید شلبی لکھتا ہے، ''قربانی اور جہاد کا جو نمونہ اس موقعہ پر حضرت خالدؓ نے پیش کیا، اس کی نظیر آج تک دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے، ایسے وقت میں جبکہ انسان کو اپنے عظیم الشان کارناموں کے بدلے میں اپنے لیے انعام واکرام اور بہترین صلہ کی توقع ہوتی ہے، حضرت خالدؓ کے پاس حکم پہنچتا ہے کہ انہیں امارت سے معزول کیا جاتا ہے، اس وقت لڑائی کی آگ پورے زور سے بھڑک رہی تھی، لیکن آپ کے دل میں ذرا بھی ملال پیدا نہ ہوا، جس جوش وخروش سے پہلے دشمن کا مقابلہ کررہے تھے، اسی جوش سے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بعد میں مقابلہ کرتے رہے، نہ ان کی جرأت مندی میں کوئی فرق آیا اور نہ ان کے اخلاص میں کوئی کمی واقع ہوئی، وہ قائد کی روح کے ساتھ سپاہی اور سپاہی کی صورت میں قائد کے فرائض انجام دیتے رہے اور اس علم کے باوجود کہ وہ معزول ہوچکے ہیں اور اب جنگ کی فتح کا سہرا دوسرے شخص کے سر پر رکھا جائے گا، اس وقت تک برابر دشمن سے لڑتے رہے جب تک اسے شکست نہ دے لی۔

اگر ایسا واقعہ ہمارے زمانہ میں پیش آئے اور کسی کمانڈر کی برطرفی اس طرح عمل میں لائی جائے تو یقیناً وہ جرنیل ہر ممکن طریقہ سے اپنی ہتک کا بدلہ لینے کی کوشش کرے گا اور اپنے جانشیں کو ناکام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گا، اور بہت ممکن ہے کہ اس حکومت کا تختہ الٹ دے جس نے اس کی قدر نہ پہچانی لیکن جب ہم حضرت خالدؓ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ معزول ہونے کے بعد اپنی وفات تک ایک ایسے سپاہی کی طرح کام کرتے رہے جو ریاست اور امارت کی صفات سے بالکل عاری ہوتا ہے، لیکن اس عرصہ میں آپ نے نہ کمزوری دکھائی اور نہ کبھی مفوضہ کام کو سرانجام دینے سے انکار کیا، بلکہ اخلاص، جوش وخروش اور تندہی کے ساتھ بدستور دین کے کام میں مصروف رہے، آپ کو نہ اس بات پر ناز تھا کہ حضرت صدیقؓ آپ کی خدمات کے انتہائی معترف تھے اور نہ اس بات کا رنج کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو معزول کردیا، آپ کے سامنے صرف ایک ہی مقصد تھا اور ایک ہی مدعا اور وہ تھا دین کی خدمت اور امام کی اطاعت، آپ فرمایا کرتے تھے، تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے ابوبکرؓ کو وفات دی، وہ مجھے عمرؓ سے زیادہ محبوب تھے اور تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے عمرؓ کو حاکم بنادیا، وہ مجھے ابوبکرؓ کے مقابلے میں ناپسند تھے مگر پھر مجھ سے جبراً ان کی محبت کرائی۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

مطالعہ کی اہمیت

زیر تبصرہ کتاب مولانا روح اللہ نقشبندی کی تصنیف ہے، جس میں انہوں نے بتایا کہ کتاب کے مطالعہ ہی کے ذریعہ آپ اپنی اندرونی صلاحیتوں اور علم وحکمت کے ان نوادرات کو اجاگر کرسکتے ہیں، جن کو قدرت کے ہاتھوں نے آپ کے قلب ودماغ میں محفوظ کئے ہیں، جس طرح ایک دریا اور سمندر میں غوطہ زن اس کی گہرائیوں میں پہنچ کر قیمتی اور نایاب گوہر حاصل کرتا ہے اسی طرح بحرِ علم وحکمت کا غواص جب اس میں غوطہ زن ہوتا ہے، تو یہ شخص بھی بے شمار علمی نکات اور معلومات کو اپنے دامنِ علم میں بھر لیتا ہے، اس کو ''مطالعہ'' یا ''کتب بینی'' سے تعبیر کرتے ہیں، ہمارے اسلاف اور گزشتہ زمانوں کے اہل علم اسی ''قوت مطالعہ'' اور ذوق مطالعہ'' سے آسمان علم تک پہنچتے ہیں اور آسمان علم پر شمس وقمر کی طرح عالم انسانیت پر انواراتِ علم کی ضیاء پاشیاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ نور برابر روشنی پہنچاتا رہتا ہے، نہ اس کو گہن ہوتا ہے اور نہ اس میں غروب ہوتا ہے، چنانچہ بے شمار اہل علم وحکمت کے نفوس ہمارے درمیان اگرچہ موجود نہیں، مگر ان کے علوم ہمارے درمیان موجود ہیں، جس کا انکار ممکن ہی نہیں ہے، کتابوں کا اس قدر بڑی تعداد میں موجود ہونا اس کی کھلی شہادت ہے، ہمارے اسلاف اور علم دوست حضرات جن کی تحقیق کا معیار اور اصول یہ تھا کہ ''جب تک دم میں دم باقی رہے، اس وقت تک تلاش وجستجو کا ہاتھ پیچھے نہ رہنے پائے، کیونکہ ایک حصہ علم حاصل کرنے کے لئے زندگی کو قربان کرنا ہی پڑے گا، اور زبان حال سے یہ بھی کہہ رہے ہیں۔

دست از طلب ندارم تا کارم من برآید | یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

بس علمی کمالات کی اصل یہی مطالعہ ہے اور کتب بینی اور اسلاف کی سیرت میں یہی ایک چیز نمایاں نظر آتی ہے، علمی لیاقت، علمی استعداد، علمی نکات اور کثیر معلومات کا ہونا، ''کثرتِ مطالعہ'' ہی ہے، یہی ایک ذوق ایسا ذوق ہے، جس کو ہر علم دوست اور ہر دانا نے اپنی زندگی کا نصب العین بنایا، اور تمام زندگی کو اس ذوق کی تکمیل پر ہی صرف کردیا۔ حضرت امام محمد رحمہ اللہ عالم نزع میں ہیں، مگر وہ ایک فقہی مسئلہ پر غور وفکر فرما رہے تھے، کہ اسی حال میں روح پرواز کرگئی اسی طرح حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال بھی اسی کیفیت کے ساتھ ہوا۔

یہ حقیقت ہے جس سے اہل فہم اشخاص انکار نہیں کرسکتے کہ علم کی دولت ایسی نایاب چیز ہے کہ جو نہ زر سے ملے اور نہ زور سے، بلکہ یہ ایک فضل ایزدی ہے، جسے نصیب ہوجائے۔ یہ دولت جس طرح عطائی ہے اسی طرح کسبی بھی ہے، لیکن اس کسبی کو بھی عطائی سے تعبیر کیا جائے گا، جب کہ طالب علم اس کے حصول میں پورے شرائط کو بجالانے کی کوشش کرے اور معطی علم سے توفیق وفیض کے لئے دست بدعا رہے، منجملہ ان شرائط کے ایک مطالعہ کتب بھی ہے، لیکن افسوس کہ زمانہ حال کے طلبہ واہل علم طبقہ عموماً بے پرواہی سے دوچار نظر آرہے ہیں، جس سے علم کے اٹھنے کی یہی ایک وجہ ہے کہ جب تک کتاب کا مفہوم اور مطلب سمجھ میں نہ آئے تو اپنا اجتہاد کہاں تک کام آئے گا، اسلامی تاریخ کے اسلاف کی علم کی راہ میں یہی وہ مشقتیں تھیں، جو وہ برداشت کرتے رہے اور جن کی بناء پر ان کے علم وفن کی عظمتوں کا پرچم پوری دنیا پر لہراتا رہا۔ دینی مدارس کے وہ طلبہ جو محنت، مطالعہ اور راہ علم میں تکالیف برداشت کرنے میں مشہور تھے، اب رفتہ رفتہ علم ومطالعہ کا ذوق ان میں ناپید ہورہا ہے، تن آسانی کی جانب ان میں میلان بڑھ رہا ہے، زندگی کا بلند مقصد ان کی نظروں سے اوجھل ہورہا ہے، اور ان کا علمی دائرہ بہت ہی تنگ ہوتا چلا رہا ہے۔

ان کے قیمتی اوقات کا اکثر حصہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات اور فضول کلام کی نذر ہوجاتا ہے اور لایعنی تعلقات کی یہ کثرت ہی ایک ایسا مرض ہے جو انسان کو کسی کام کا نہیں چھوڑتا، البتہ علم کے طالبوں کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ علمی مشاغل میں ہی راحت وسرور محسوس کرنا چاہئے اور تصنیف وتالیف کا فطری ذوق وشوق ہونا چاہئے اور پھر اس ذوق وشوق میں نہ مخلوق سے اس کے صلہ کی پرواہ ہو اور نہ ہی ستائش کی تمنا ہو، اسے تو آخرت کے اجر وثواب پر یقین ہونا چاہئے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لکھنے کی فضیلت کے سلسلہ میں ''قلم'' کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں۔'' قلم علم کی نشر واشاعت کا سب سے زیادہ موثر اور بے مثال ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی جلالت شان کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی، تاکہ قرآن مجید پر ایمان رکھنے والے حکمت ودانش کے کارواں کی قیادت کرتے رہیں، اللہ پاک نے آیت کریمہ میں صرف قلم کی ہی فضیلت اور اس کی عزت افزائی نہیں فرمائی ہے بلکہ ومایسطرون فرما کر علم کے ان جواہر پاروں کی بھی قسم کھائی ہے جو لکھنے والے کی نوک قلم سے صفحہ قرطاس کی زینت بنتے ہیں۔

ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ ایک ایک مصنف سوسو، بلکہ کئی کئی سو تصانیف قلمبند کرنے لگا، تاریخ میں یہ تعداد بعض وقت پانچ سو سے بھی زیادہ تجاوز کرتی نظر آتی ہے، اور ایک زمانہ آیا کہ فرد واحد نے ایک ہزار سے بھی زیادہ تن تنہا تصنیف وتالیف کا کام سرانجام دیا، تاریخ کے چند بہت ہی بڑے مصنفین میں ایک نمایاں شخصیت ولی کامل، امام اہل سنت، مجدد اہل سنت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کا نام نیر تاباں کی طرح روشن ہے، اور یہ ایک انفرادی اعزاز حاصل ہے کہ سب سے زیادہ تعداد میں کتب تقریباً دو ہزار سات سو کے علاوہ عنوانات میں بھی آپ کو کثرت حاصل ہے، چنانچہ علم وفن کا کوئی ایسا نمونہ نہیں، جس پر آپ کی رشحات قلم موجود نہ ہو، اللہ تعالیٰ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علمی وروحانی فیض کو جاری وساری رکھے آمین ثم آمین۔ یہ کتاب مکتبہ انیس دیوبند سے 180 روپے میں طلب کرسکتے ہیں۔

صدقۂ فطر کی حکمت و مصلحت

مولانا عبد اللہ

انسان کے جسم میں تین سوساٹھ جوڑ ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے کہ ہرانسان ہردن ہر جوڑ کے بدلے صدقہ کرے، اس صدقہ میں مال ہی خرچ کرنا کوئی ضروری نہیں، بلکہ یہ صدقہ تسبیح وتحمید، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور دورکعت چاشت کی نماز کے ذریعہ بھی ادا ہوسکتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: عن ابی ذرؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: يصبح كل سلامی من احدكم صدقة، فكل تسبيحة صدقة، وكل تحميدة صدقة، وكل تهليلة صدقة، وكل تكبيرة صدقة، امر بالمعروف صدقة ونهی عن المنكر صدقة، ويجزی فن ذٰلک ركعتان يركعهما من الضحیٰ (مسلم شريف)

دوسری حدیث میں ہیکہ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرانا، کسی کو سواری پر سوار کرنا یا سامان لادنے میں اس کی مدد کرنا، اچھی بات کرنا، نماز کے لیے جانا اور راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا بھی صدقہ ہے، غرض اس طرح بھی جوڑ کا صدقہ ادا کیا جاسکتا ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الل صلی اللّٰه عليه وسلم كل سلامی من الناس عليه صدقة كل يوم تطلع فيه الشمس تعدل بين الاثنين صدقة، وتعين الرجل فی دابته فتحمله عليها او ترفع له عليها متاعه صدقة، والكلمةالطيبة صدقة، وبكل خطوة تمشيها الی الصلاة صدقة، وتميط الاذیٰ عن الطريق صدقة (صحيح بخاری)

اس صدقہ کا مطالبہ ہر بالغ وعاقل انسان سے ہے، اس کی کوئی مقدار یا وقت متعین نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سال میں ایک بار رمضان کے اختتام پر ہر مسلمان پر ایک متعین مقدار میں صدقۂ فطر مقرر کیا ہے، اس کا تعلق صرف روزہ داروں سے نہیں بلکہ ہر مسلمان سے ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، بالغ ہو یا نابالغ۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال فرض رسول الله صلی الله عليه وسلم زكوٰة الفطر صاعامن تمرا و صاعامن شعيرٍ علی العبد والحر و الذكر و الانثیٰ و الصغير و الكبير من المسلمين (بخاری ومسلم) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکاۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، ہر مسلم غلام اور آزاد مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے پر لازم کیا۔ چونکہ یہ صدقہ رمضان کے ختم ہونے اور افطار کے شروع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اس لیے اسے صدقۃ الفطر یا زکاۃ الفطر کہا جاتا ہے علامہ ابن حجر نے کہا ہے 'واضيفت الصدقة للفطر لكونها تجب بالفطر من رمضان'' (فتح الباری)

چونکہ یہ صدقہ روزہ داروں کے ساتھ خاص نہیں اس لیے یہ بچوں پر بھی واجب ہوتا ہے۔ یعنی ہر نفس مسلم پر واجب ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ نے کہا ''المراد بصدقة الفطر صدقة النفوس ما خوذ من الفطرة التی هی اصل لخلقة'' یعنی صدقۃ الفطر سے مراد صدقۃ النفوس ہے فطرت سے مأخوذ ہے جس کے معنیٰ خلقت کے ہیں۔ اس کی حکمت روزہ داروں کے روزے کو اس نقص سے پاک کرنا ہے جو روزہ کی حالت میں بے کار اور فحش باتوں کے سبب لاحق ہوتا ہے۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: فرض رسول الله صلی الله عليه وسلم زكاة الفطر طهر الصيام من اللغو و الرفث و طعمة للمساكين (ابوداؤد، ابن ماجه، دارقطنی)

اس حدیث میں صرف روزہ دار کے صدقہ کی حکمت بیان کی گئی ہے، غیر روزہ دار کی حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ ہر نفس کی جانب اللہ کا شکریہ ادا کیا جائے کہ اس نے اسے حیات بخشی، جیسا کہ حدیث ''كل سلامی من الناس عليه صدقة.'' معلوم ہوتا ہے۔

صدقۂ فطر سے ایک طرف تو روزہ دار اور ہر مسلمان کا تزکیہ مطلوب ہے تو دوسری طرف مسکینوں اور غریبوں کو کھانا فراہم کرنا ہے، تا کہ عید کی خوشی میں وہ بھی اسی طرح شریک ہوں جیسے ایک خوشحال شریک ہوتا ہے۔ ہر بالغ وعاقل اپنی جانب سے اور ان لوگوں کی جانب سے ادا کرے جن کی سرپرستی اور کفالت کر رہا ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه امر رسول الله صلی الله عليه وسلم بصدقة الفطر عن الصغير والكبير والحر والعبد ممن تمونون (دار قطنی ۲۲۰/)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر چھوٹے بڑے، آزاد غلام کی جانب سے ادا کرنے کا حکم دیا جس کی تم کفالت کرتے ہو۔

صدقۂ فطر ہر ایسے مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس عید کے دن حوائج اصلیہ سے زائد اور دین سے فارغ ساڑھے سات تولہ (۸۷/گرام ۴۸۰ میلی گرام) سونا یا ساڑھے باون تولہ (۶۱۲/گرام ۳۶۰/میلی گرام) چاندی یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے بقدر دوسری مالیت ہو۔ حوائج اصلیہ میں رہنے کا مکان، کاشت کا ہل بیل، مصرف کے برتن اور پہننے کے کپڑے داخل ہیں۔ ہر صاحب نصاب مسلمان پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقۂ فطر نکالنا واجب ہے۔

صدقۂ فطر میں نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت کے بقدر کوئی دوسری مالیت واجب ہے۔ صاع کے وزن میں اختلاف ہے۔ آج کل پختہ وزن اسی روپئے کے سیر کے حساب سے بعض علماء نے ایک سیر چھ چٹانک اور بعض علماء نے ایک سیر تیرہ چھٹانک بیان کیا ہے۔ تقاضۂ احتیاط یہ ہے کہ اسی آخری رائے (ایک سیر تیرہ چھٹانک) پر عمل کیا جائے۔ غلہ کی قیمت دینے میں بازار کے عام نرخ (ریٹ) کا اعتبار ہوگا، کیلو گرام میں ایک سیر تیرہ چھٹانک، ایک کیلو ۶۹۱ گرام ہوتا ہے۔

آخری مرحلہ تک یہ کوشش جاری رہے

ڈاکٹر محمد منظور عالم

عام انتخابات تقریباً مکمل ہونے والے ہیں۔ چھ مرحلوں کے انتخابات ہوچکے ہیں۔ آخری مرحلے کی پولنگ 19/مئی کو باقی رہ گئی ہے اس کے بعد 23/مئی کو نتیجہ ہمارے سامنے ہوگا۔ نتیجہ کیسا ہوگا، کس کی ہار اور کس کی جیت ہوگی۔ ہندوستان کو ایک نئی سرکار ملے گی یا پرانے لوگ ہی اقتدار میں برقرار رہیں گے اس حوالے سے 23/مئی کو سب کچھ صاف ہوجائے گا۔ تجزیے اور سروے مسلسل آرہے ہیں۔ اپنے اپنے اعتبار سے سبھی بتا رہے ہیں کہ 23/مئی کو کیا ہوگا؟۔ ملک کو کیسی سرکار ملے گی؟۔ حکومت کی تشکیل میں کن لوگوں کو رول ہوگا؟۔ ان سب کے درمیان ابھی آخری مرحلے کا الیکشن باقی ہے جس پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے اور ایک مرتبہ پھر یہ جائزہ لینا اور جاننا ضروری ہے کہ پانچ سال کیسا رہا۔ کیوں یہ پانچ سال ہندوستان سمیت دنیا بھر میں موضوع بحث بنا رہا۔ ان پانچ سالوں میں ایسا کیا ہوا کہ ملک سمیت پورے عالم میں ہندوستان کے تئیں تشویشات بڑھ گئی ہیں۔

گذشتہ پانچ سالوں کے دوران پورے ملک میں خوف، دہشت اور نفرت کا ماحول حاوی رہا۔ ایسے ماحول کی حکومتی سربراہوں کی طرف سے حوصلہ افزائی کی گئی۔ نفرت پسندوں اور دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ سرکاری سطح پر شدت پسند عناصر کی پشت پناہی ہوئی۔ ملک میں لاء اینڈ آڈر کا فقدان رہا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والی حکومت دیکھنے کو ملی۔ مسلمانوں، دلتوں، آدی واسیوں اور کمزوروں کا سرے عام قتل کیا گیا۔ انہیں مارا گیا۔ کبھی کسی چیز کا بہانا بنا کر اور کبھی بغیر کسی بہانا کہ بھیڑ نے قتل کردیا۔ کرائم کی خود ہی ویڈیو بنائی اور پھر سوشل میڈیا پر اپلوڈ کرکے ثبوت فراہم کیا کہ ہم نے یہ ایسا کیا ہے لیکن اس کے باوجود انتظامیہ اور حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی اور اس کے سدباب کیلئے کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

ملک میں کسانوں پر حملہ ہوا۔ ان کے مسائل حل کرنے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ چند مخصوص مالداروں، تاجروں اور کارپوریٹ گھرانے کیلئے خزانہ کی پوری تجوری کھول دی گئی۔ ان کی بزنس کو مزید فروغ دینے کیلئے حکومت نے معاہدہ تبدیل کردیا۔ نوٹ بندی/جی ایس ٹی سمیت کئی اہم فیصلہ لیا لیکن غریب کسانوں کی بھلائی، بہتری اور کامیابی کیلئے ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ مجبور ہوکر جب ملک بھر کے کسانوں نے احتجاج شروع کیا۔ اپنا حق لینے کیلئے دھرنا دیا تو حکومت نے ان پر لاٹھیاں برسا دی۔ انہیں خوف زدہ کرکے بے کسی اور مجبوری کے عالم میں رہنے پر ہی مجبور کردیا۔

ہندوستان کی تاریخ کا یہ پہلا موقع ہے جب آئینی ادارے شدید بحران سے دوچار ہوئے ہیں۔ سپریم کورٹ اور عدلیہ کے دیگر اداروں کی آزادی خطرے میں ہے۔ سپریم کورٹ اس کا اظہار کرچکا ہے۔ عدلیہ پر دباؤ کی متعدد شکایتیں بھی سامنے آچکی ہے حکومت عدلیہ کی آزادی سلب کررہی ہے۔ اسے اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے پر مجبور کررہی ہے۔ سی بی آئی بمقابلہ سی بی آئی کی لڑائی کا منظر بھی ہندوستان نے ان پانچ سالوں میں دیکھ لیا۔ سی بی آئی کے نمبر ون اور نمبر دو ڈائریکٹر نے ایک دوسرے پر بدعنوانی کا الزام عائد کیا اور پھر حکومت نے شب خون مار کر ایک ایماندار افسر کو برطرف کرکے اپنی مرضی کا فیصلہ نافذ کردیا۔ آر بی آئی کی آزادی سلب کرنے کی کوشش ہوئی اور اس کے نظام مین مودی حکومت نے مکمل مداخت کی۔ الیکشن کمیشن ایک آزادہ ادارہ ہے لیکن یہاں بھی معاملہ صاف اور شفاف نہیں ہے۔ حکومتی دباؤ مکمل طور پر عیاں ہورہا ہے اور ایسا لگ رہا ہے کہ الیکشن کمیشن بی جے پی کی بی ٹیم بن کر اسے فائدہ پہونچانے کا کام کررہی ہے۔ الیکشن کی تاریخوں کا جس طرح اعلان ہوا ہے اس نے واضح کردیا ہے کہ کسی پارٹی کا دباؤ ہے یہ پھر اسے فائدہ پہونچانے کی کوشش ہے۔ فوج کا استعمال بھی مودی سرکار نے اپنے سیاسی فائدہ کیلئے کرکے دنیا بھر میں ہندوستان کا سر جھکا دیا ہے۔ ہر ملک کی ایک آرمی ہوتی ہے۔ سرحدوں کی حفاظت اور بیرونی حملوں سے یہی فوج ہمیں بچاتی ہے۔ اسے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ ہندوستان کی فوج روز اول سے اپنا فریضہ بحسن وخوبی نبھا رہی ہے اور ملک کی طرف اٹھنے والی ہر ایک میلی آنکھ کا ہمارے نوجوانوں نے سخت جواب دیا ہے لیکن 2019 میں نریندر مودی صاحب فوج کی بہادری، شجاعت اور جرات کو بھی اپنی کامیابی شمار کراتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ ہماری وجہ سے ہوا۔ یہ فوج اور ان کے اختیارات کی توہین ہے۔ فرائض منصبی پر سوالیہ نشان لگانے کے مترداف ہے۔ گذشتہ پانچ سالوں میں ایسے واقعات کی طویل فہرست ہے جس میں حکومت نے ملک کے آئینی اور خود مختار اداروں پر حملہ کیا ہے۔ اس کی روح پامال کی گئی ہے۔ انہیں آئین میں حاصل شدہ اختیارات اور حقوق کے مطابق کام کرنے سے روکا گیا ہے۔

معاشی اعتبار سے ملک کنگال ہوگیا ہے۔ جی ڈی پی کی شرح میں کمی آچکی ہے۔ روزگار کا شدید بحران ہے۔ تعلیمی بجٹ کم ہوچکا ہے۔ مہنگائی آسمان توڑنے لگی ہے۔ ریلوے کا کرایہ ضرور بڑھا ہے لیکن سہولیات ندارد ہیں۔ خواتین کی عزت اور عصمت غیر محفوظ ہوئی ہیں۔ عورتوں اور بچوں کے ساتھ کرائم کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ قتل وغارت گری بڑھی ہے اور ہندوستان کی دنیا کے سامنے یہ تصویر بن گئی ہے کہ ہندوستان خواتین کیلئے ایک غیر محفوظ ملک ہے۔ اقلیتوں کو یہاں بنیادی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ مسلمانوں، دلتوں، آدی واسیوں، عیسائیوں اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے انہیں طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کیا جاتا ہے۔ آئین اور قانون نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی ہے۔ لاء اینڈ آڈر نہیں ہے۔ ایسے حالات ملک میں پہلی مرتبہ پیدا ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے ملک کے عوام میں بی جے پی کی موجودہ حکومت کے خلاف غم وغصہ اور ناراضگی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۷/ پر)

روزہ اور تعمیر سیرت

پروفیسر انیس احمد

دنیا کے تمام مذاہب اپنے ماننے والوں کی فکر، شخصیت اور کردار پر اثر انداز ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے ماننے والے بعض چیزوں کو اختیار کریں اور بعض سے اجتناب کریں تاکہ ان کی پہچان اور شخصیت دوسروں سے مختلف ہو۔ مثلاً بعض مذاہب اپنے ماننے والوں کے لیے ایک خاص رنگ اور خاص وضع کا لباس تجویز کرتے ہیں تبت کے بدھ مذہب کے ماننے والے زعفرانی رنگ کی چادروں میں اپنے آپ کو لپیٹ کر رکھتے ہیں اور مشرقی یورپ کے یہودی سیاہ لمبا کوٹ اور سر پر چھوٹی سی سیاہ ٹوپی لیے بغیر اپنی شخصیت کو مکمل نہیں سمجھتے اسلام اور خصوصاً رمضان کا پورا ایک مہینہ کس طرح شخصیت اور سیرت تعمیر کرنا چاہتا ہے اس کو قرآن کریم نے صرف ایک آیت مبارکہ میں اور اختصار کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔ چنانچہ کہا گیا: **یاایھا اللذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی اللذین من قبلکم لعلکم تتقون''.** (البقرۃ ۲:۱۸۳) ''اے ایمان لانے والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگون پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تمہارے اندر تقویٰ کی روش پیدا ہو''۔

اس آیت مبارکہ پر غور کیا جائے تو تین پہلو سامنے آتے ہیں اولاً یہ کہ روزے صرف امت محمدی ﷺ پر نہیں بلکہ اس سے قبل کی شریعتوں میں بھی فرض تھے چنانچہ قرآن کریم مختلف مقامات پر بنی اسرائیل کے حوالہ سے نماز، زکوٰۃ اور روزے کا ذکر کرتا ہے دوسرا پہلو یہ سامنے آتا ہیکہ تقویٰ کی روش اور تعمیر سیرت کے لیے روزہ ایک مؤثر ذریعہ ہے اور آخری بات یہ سامنے آتی ہے کہ گویا تقویٰ پیدا کرنے اور سیرت کو اسلامی تشخص دینے والی عبادت ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہر روزہ دار اس سے لازمی طور پر فائدہ حاصل کرسکے اس لیے کہا گیا کہ ''**لعلکم**'' یعنی امید کی جاتی ہے، یا غالب امکان ہے کہ تم اس کے ذریعہ تقویٰ کا طرز پیدا کرسکو۔ جب ہم تقویٰ کی اصلاح پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا جو مفہوم عربی زبان میں پایا جاتا ہے وہ محض یہ نہیں کہ ایک شخص اپنے آپ کو آگ سے بچالے بلکہ تقویٰ وسیع تر مفہوم رکھتا ہے جو ہمارے معاشرے کے بے شمار پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے، حدیث شریف میں ایک بات یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ روزہ ایک روزے دار کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔ ''**الصیام جنۃ**'' (بخاری و مسلم) جس طرح ڈھال کا صحیح استعمال ایک مجاہد کو دشمن کی تلوار کے وار سے بچاتا ہے ایسے میں روزہ کا صحیح طور پر رکھنا شیطان کے بہت سے حملوں، وسوسوں اور بہکاوے سے انسان کو بچاسکتا ہے۔ وہ سپاہی کیسا نادان سپاہی ہوگا کہ ڈھال ہاتھ میں ہو اور پھر بھی دشمن کاری وار سے بچ سکتا ہے۔

یہ کسی تعارف کی محتاج نہیں کہ سیرت و کردار کی تعمیر ایک محنت طلب کام ہے انسان اپنے ماحول اور خاندان یا دوستوں کے زیر اثر بہت سی باتوں کو عادت بنالیتا ہے جو شخص جھوٹ کا عادی ہو اسے سچ بولنے اور جھوٹ سے باز رہنے کے لیے پہلے اپنی جھوٹ کی عادت کو unlearn کرنا ہوگا اور پھر سچ کو اختیار کرنا ہوگا ظاہر ہے کہ یہ کام ایک دو دن میں نہیں ہوسکتا۔ اس لیے خالق نے انسان کی صلاحیتوں کو جانتے ہوئے ایک ماہ کا نظام تربیت تجویز فرمایا تاکہ اس ایک ماہ کے عرصہ میں ایک مسلمان اپنی سیرت کی تعمیر صحیح خطوط پر کرسکے۔

تقویٰ کا عام تصور یہی پایا جاتا ہے کہ وہ شخص متقی ہے وہ عبادات میں کثرت کرتا ہو اور معاشرتی تعلقات سے اپنے آپ کو کاٹ کر صرف اللہ کی یاد میں کسی مسجد کے گوشے میں بیٹھ گیا ہو یا نماز کے بعد دیر تک اذکار میں مصروف رہتا ہو۔ جبکہ احادیث سے یہ پیغام ملتا ہے کہ جس شخص نے روزہ رکھا اور فحش گوئی یا بری بات زبان سے کہنے سے نہ بچا، جس نے روزہ رکھا اور معاملات درست نہ کئے گویا کہ اس کا روزہ رکھنا یا نہ رکھنا برابر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو زبان سے فحش بات نہ نکالے اور نہ شور و ہنگامہ کرے اور اگر کوئی اس سے گالم گلوج کرے یا لڑائی پر آمادہ ہو تو اس روزہ دار کو سوچنا چاہیے اور یاد کرنا چاہئے کہ میں تو روزہ سے ہوں (بھلا کس طرح گالی دے سکتا اور لڑ سکتا ہوں)''

گویا روزہ کا پہلا اثر ایک مسلمان کی سیرت پر ہونا چاہیے کہ اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے اہل ایمان محفوظ ہوں وہ زبان سے صرف وہ بات کہے جو بھلی سچی اور مناسب ہو فحش گوئی یا زبان درازی سے اپنے آپ کو روکے اور ایسے ہی دوسروں کے ساتھ معاملات میں عدل اور سچائی کا رویہ اختیار کرے، انسانوں کے ساتھ معاملات میں اخلاقی رویہ اختیار کرنے پر اصرار یہ ظاہر کرتا ہے کہ تقویٰ انفرادی اصلاح سے زیادہ اجتماعیت سے تعلق رکھتا ہے گویا تقویٰ انفرادی تزکیہ تو ہے ہی لیکن اصلاً یہ اجتماعی معاملات میں صحیح کردار اور رویے کا نام ہے۔

روزہ ہمیں یہ تربیت دیتا ہے کہ ہم کس طرح اپنے مسکرانے کے انداز کو اپنے گفتگو کے انداز و اپنے افہام و تفہیم کے انداز کو اپنے اختلاف کرنے کے انداز کو اپنے گھر والوں کے ساتھ معاملات کو سیرت پاک ﷺ کے مطابق بناسکیں۔ ہم کس طرح اپنے احساسات کو جذبات (Feeling) کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کا تابع بنائیں یہ جس ضبط نفس کی تعلیم دیتا ہے وہ نفس کُشی نہیں ہے چنانچہ اگر ایک شخص مسلسل روزے رکھتا ہے رمضان سے پہلے اور رمضان کے بعد بھی تو اسلام کی نگاہ میں ایسا کرنا تعمیر سیرت کے بنیادی فلسفہ کے منافی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: نھیٰ رسول اللہ ﷺ عن الوصال فی الصوم فقال لہ رجل انک تواصل یا رسول اللہ قال و ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی (مفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال فی الصوم سے منع فرمایا اس پر ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بھی تو وصال فی الصوم فرماتے ہیں حضور نے فرمایا تم میں سے کون میری مانند ہے، میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعمیر سیرت کی بنیاد پر صرف اسوہ رسول ﷺ ہے اور آپ ﷺ نے واضح طور پر فرمادیا ہے کہ مسلسل روزے نہ رکھے جائیں چنانچہ نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ہدایت احادیث سے ثابت ہے ایسے ہی آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص نے تمام سال روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے۔ اسلامی شخصیت کی پہچان توازن و عدل ہے اور مسلسل روزہ رکھنا عدل اور توازن اور روزہ کی روح کی ضد ہے اور سب سے بڑھ کر فرمان رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہے۔

شخصیت کی تعمیر میں بہت سے عوام کا دخل ہوتا ہے عموماً ایک شخص اپنے والدین، اساتذہ اور ہم عمر ساتھیوں میں جس سے متاثر ہوتا ہے غیر شعوری طور پر اس کے اطوار و عادات کو اختیار کرلیتا ہے۔ بعض اوقات نوجوان اپنے پسندیدہ کھلاڑی کے لباس اور بالوں کی وضع قطع اختیار کرلیتے ہیں لیکن شخصیت کا صحیح اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب ایک شخص مسائل اور معاملات کے حل کے لیے کوئی فیصلہ کن اقدام اختیار کرتا ہے۔ اس کا مسائل سے سمجھنا، تجزیہ کرنا اور حل اختیار کرنا اس کی شخصیت کا پتہ دیتا ہے، ایک سنجیدہ شخصیت اور ایک غیر ذمہ دار شخصیت کا فرق معاملات میں طرز عمل دیکھ کر چند لمحات میں با آسانی لگایا جاسکتا ہے۔

روزہ ایک باشعور، ذمہ دار اور دردمند شخصیت تعمیر کرنا چاہتا ہے چنانچہ وہ تعمیر شخصیت کے لیے جو نمونہ یا ماڈل منتخب کرتا ہے وہ کسی اور کا نہیں کامل ترین انسان محمد ﷺ کا اسوہ ہے۔ جہاں یہ مہینہ قرآن کریم اور سیرت پاک سے تعلق اور وابستگی کا مہینہ ہے وہیں اس مہینہ کے دوران ہر صاحب ایمان کوشش کرتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ہر ہر عمل اور اسوہ کو شعوری طور پر اختیار کرے اور اپنی عادات کو اسوہ پاک کے مطابق بنائے۔ چنانچہ خاتم النبیین ﷺ کے مسکرانے کا انداز، بچوں سے محبت کا انداز، بوڑھوں اور کمزوروں کی خدمت کا انداز اور حق کے لیے جان کی بازی لگادینے کی مثال، غرض آپ ﷺ کے ہر انداز کو اختیار کرنے کوشش کرتا ہے۔ اس مہینہ میں نہ صرف قرآن کریم بلکہ سیرت پاک ﷺ کے خصوصی مطالعہ سے سیرت و کردار میں بنیادی تبدیلی پیدا کی جاسکتی ہے جو دنیا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔

رمضان کے روزے ہمیں دعوت دیتے ہیں کہ ہم سیرت پاک کے مطالعہ میں تلاش کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مختلف معاملات میں، معاشی یا سیاسی مسئلہ ہو، جہاد کا موقع ہو یا کوئی گھریلو معاملہ، کیا طرز عمل اختیار فرمایا۔ تاکہ ہم اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جو آپ کو پسند تھیں ہمارے لیے نبی کریم ﷺ کے اسوہ میں اللہ تعالیٰ نے بہترین مثال رکھ دی ہے یہی تعمیر سیرت کا سب سے زیادہ مستند اور کامیاب طریقہ ہے یہی ہمارا ماڈل اور مثالی اور قابل عمل نمونہ ہے۔ جس کی پیروی کرکے دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

تعمیر سیرت کے حوالہ سے اس مہینہ میں ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ ہم سادگی اختیار کریں۔ روزہ سادگی کا پیغام دیتا ہے اور سیرت پاک ﷺ سادگی کا مکمل نمونہ پیش کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھنے کے لیے جو غذا استعمال فرماتے تھے وہ سادہ ترین غذا تھی جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ ایک سے ایک اعلیٰ مرغن غذا ہماری سحری اور افطار میں دستر خوان پر موجود ہو۔ اسوہ رسول اکرم ﷺ جو ہمارے لیے سب سے بلند مثال ہے ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سحری ہو افطار محض کھجور، محض دودھ، بعض اوقات محض پانی پی کر روزہ فرماتے ہیں۔ یہ وہ سادگی ہے جو ایک بلند و بالا سیرت و کردار کا پتہ دیتی ہے یہ سادگی محض غذا کی حد تک محدود نہیں رہنی چاہئے بلکہ لباس اور دیگر معاملات میں مثلاً شادی بیاہ کی تقاریب میں اختیار کی جائے تو سیرت و کردار میں پختگی پیدا ہوسکتی ہے۔

سادگی کا یہ مفہوم لینا درست نہ ہوگا کہ اگر ایک شخص اچھا لباس پہننے کی استعداد رکھتا ہو لیکن تقویٰ کے نام پر پھٹے پرانے کپڑے استعمال کرے، بلکہ اس کا صحیح مفہوم وہ توازن ہے جو نبی کریم ﷺ نے استعمال فرمایا جس کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا کہ مسجد جاتے وقت زینت اختیار کرو۔ قرآن و سنت، فخر اور دکھاوے کی تردید کرتے ہوئے اللہ نے جو کچھ دیا اس کے استعمال سے نہیں روکتے بلکہ ایسا نہ کرنے کو کفرانِ نعمت قرار دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صحابی تشریف لاتے ہیں جن کے چہرے مہرے سے نقاہت ظاہر ہورہی تھی، آپ ﷺ ان سے پوچھتے ہیں تمہارا یہ حشر کیسے ہوگیا؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے جب آپ سے آخری مرتبہ ملاقات کی، اس کے بعد اب تک مسلسل روزے رکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ ان کے اس طرز عمل کو ناپسند فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارے جسم کا تمہارے اوپر حق ہے جس طرح اللہ کا تمہارے اوپر حق ہے، گویا اسلام کی مطلوب شخصیت متوازن، معتدل اور انتہاء پسندی سے پاک شخصیت کو غیر فطری انداز اختیار کرکے ایک عجوبہ بنادیں اگر اللہ تعالیٰ نے دن کام کرنے اور رات آرام کرنے کے لیے بنائی ہے تو ہم اپنی زندگی میں اس اصول کی پیروی کریں۔ اسی کا نام تقویٰ اور احسان ہے، تعمیر سیرت اور ہماری شخصیت کے اسلامی ہونے کا پیمانہ یہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ، اس کی ہدایات کے ساتھ، اس کے رسول کے ساتھ کتنی قربت رکھتے ہیں۔ یعنی ہم اپنی عام زندگی میں اللہ تعالیٰ کے رسول، اللہ کے بھیجے ہوئے کلام اور اس کی کتاب سے کس حد تک رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا قرآن پاک سے ہمارا تعلق یہ ہونا چاہئے کہ اس کی آیات ہماری یادداشت کا حصہ بن جائیں، اس کی تعلیمات ہمارے اعمال میں ڈھل جائیں ہمارے معاملات میں نظر آئیں اور ہم ان اہل ایمان میں شامل ہوجائیں جن کے بارے میں قرآن کریم خود یہ بات فرماتا ہے کہ فلاح پاگئے وہ لوگ جنہوں نے نماز میں خشیت اختیار کی، جو اپنے مالی معاملات میں اللہ کی راہ میں زکوٰۃ و صدقات میں پہل کرتے ہیں جو اپنی پاک دامنی کو برقرار رکھتے ہیں گویا جن کی سیرت اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات کا مرقع پیش کرتی ہے۔ ان اہل ایمان کے اس طرز عمل کے نتیجے میں رب کریم نے ان سے فلاح اور کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے وہ انہیں اس دنیا اور ہمیشہ والی زندگی میں بہترین بدلے اور اجر سے نوازے گا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

رشوت آج برق رفتاری سے دوڑنے والا پہیہ بن گئی ہے

عارف عزیز بھوپال

ہندوستان کے پہلے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجیند ر پرساد کے بارے میں یہ خبریں ہم پڑھ چکے ہیں کہ انتقال کے وقت ان کے بینک اکاؤنٹ میں صرف سو روپے کی رقم موجود تھی، ڈاکٹر راجیند ر پرساد کی شخصیت و کردار کی یہی خوبی تھی، جس نے انہیں وزیر اعظم جواہر لال نہرو کو اپنے دور صدارت کی بعض بدعنوانیوں پر ایک مکتوب تحریر کر کے توجہ دلانے پر مجبور کر دیا تھا۔ دوسرے صدر جمہوریہ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے بھی اپنے عہد کی بدعنوانی پر برسر عام سرزنش کر کے سیاسی حلقوں میں زلزلہ کی سی ایک کیفیت پیدا کر دی تھی۔ اس وقت سے آج تک پچپن ساٹھ برس کے دوران ہمارے معاشرہ میں بدعنوانی کو جو عروج حاصل ہوا، اس کے نتیجے میں سماجی زندگی کا شاید ہی کوئی شعبہ ایسا بچا ہو، جس پر انگلی رکھ کر ہم دعویٰ کر سکیں کہ یہ بدعنوانی سے پاک ہے۔

کچھ عرصہ پہلے بدعنوانی کے انسداد کے لئے کام کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل نے ہندوستان کو دنیا کے نویں سب سے بڑے بدعنوان ملک کی حیثیت سے شناخت کیا تھا، اب اسی تنظیم کی نئی رپورٹ بتائی ہے کہ ہندوستان کرۂ ارض کے ۵۵ سب سے زیادہ بدعنوان ممالک میں سرفہرست ہے اور ایمانداری کی ترازو پر نیچے سے ۹۰ واں مقام اسے حاصل ہے، آج بھی اس کا دنیا کے ۱۰ بڑے بدعنوان ممالک میں شمار ہوتا ہے اور ایمانداری کی کسوٹی پر اس کو ۱۰ میں سے صرف ۲ء۸ نمبر ملتے ہیں، دوسری طرف ۷ء۹ نمبر حاصل کر کے فن لینڈ عالمی سطح پر ایمانداری میں سب سے اوپر ہے۔ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے ہر سال پوری دنیا میں چار سو ارب ڈالر کی رقم بدعنوان عناصر کے قبضہ میں چلی جاتی ہے، رپورٹ کے مطابق سرکاری خرید و فروخت، ٹھیکیداروں کے لین دین اور اس طرح کی دوسری سرگرمیوں میں دھاندلی برتنے کے باعث ہندوستانی ٹیکس دہندگان کو سالانہ سات سو کروڑ ڈالر کا غیر معمولی خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ہندوستانی کرنسی میں اس کا حساب لگائیں تو یہ رقم تقریباً ۳۲ ہزار کروڑ روپے ہوتی ہے، اسی ادارہ کا یہ بھی انکشاف ہے کہ ہندوستان کے عام لوگ رشوت کے طور پر ہر سال قومی شعبہ کے دس محکمات کو ۲۶،۷۲۸ کروڑ روپے کی ادائیگی کرتے ہیں یعنی کرپشن ملک میں محدود ہونے کے بجائے روز افزوں برگ و بار لا رہا ہے اور اس پر قابو پانے کے تمام تر سرکاری دعوے اور کوششیں ناکامی سے ہم کنار ہیں، بلکہ یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ بدعنوانی نے ہمارے معاشرہ میں ایک فن اور متوازی اقصادیات کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔

ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہندوستان میں تعلیم اور صحت ایسے شعبے ہیں جو اوپر سے نیچے تک بدعنوانی میں ڈوبے ہوئے ہیں کیونکہ محکمہ صحت سے اپنا کام نکالنے کے لئے ۳۲ فیصد لوگ ۴۷۸ کروڑ روپے اور تعلیم کے شعبہ میں ۲۳ فیصد لوگ ۳۵۵۲ کروڑ روپے کی رقم ہر سال بطور رشوت ادا کر دیتے ہیں۔ ان محکمات میں واحد اصول کوئی کارفرما ہے تو وہ یہی ہے کہ ''اپنے عہدے کا بے جا استعمال کر کے میں تمہارے کام آتا ہوں۔ تو رقم ادا کر کے تم میرے کام آؤ''

ایشیا میں چین و جاپان کے مقابلہ میں ہندوستان کی سست رفتار ترقی کے اسباب کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس کی تہہ میں یہی رشوت کارفرما ہے جو ہمارے افسران اور ان کے ماتحت کارندے ریت کی شکل میں انتظامیہ کی مشنری میں ڈال کر اسے جام کر رہے ہیں، وہ ایک روپیہ حاصل کرنے کے لئے قومی معیشت کے سو روپے برباد کرنے سے دریغ نہیں کرتے، ان کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ جتنا بڑا کام، اتنی زیادہ رقم، خاص طور پر نقدی کی شکل میں رشوت کی وصولی آج کرپشن کا آسان ذریعہ بن گیا ہے۔ حیرت اس پر ہوتی ہے کہ سماجی زندگی اور یومیہ کے ایک ایک کام کو گناہ و ثواب کی کسوٹی پر جانچنے اور پرکھنے والے ہمارے ملک ہندوستان میں رشوت اب گناہ کے دائرے سے باہر ہوگئی ہے اور سماج نے اسے منظوری دیدی ہے، خواہ رشوت لینے والا ہو یا دینے والا، دونوں کو یہ یقین ہے کہ اس کے بغیر ان کا کام نہیں چلے گا، بالفاظ دیگر رشوت ہمارے معاشرہ میں آج برق رفتاری سے دوڑنے والا پہیہ بن گئی ہے جس کے فٹ ہوتے ہی سست رو سرکاری مشنری تیزی سے حرکت میں آجاتی ہے، اسی لئے ہر کس و ناکس اپنا کام نکالنے کے لئے رشوت کا سہارا لیتا ہے، جس کا کوئی واحد طریقہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک کثیر پہلو عمل ہے، جب اعلیٰ افسران اپنے دفاتر کے عملے، خاص طور پر اردلیوں، چپراسیوں اور سرکاری گاڑیوں کو اپنے ذاتی کام کیلئے استعمال کرتے ہیں، غیر سرکاری لوگوں سے تحائف قبول کرتے ہیں، اپنے عہدے کے لحاظ سے رعایتوں کی خواہش و مطالبات کرتے ہیں، سبکدوشی کے بعد ان پرائیویٹ کمپنیوں میں ملازمت قبول کرتے ہیں، جن کے ساتھ ملازمت کے دوران ان کی ڈیلنگ ہوتی رہی ہے تو وہ یقیناً بدعنوانی کی سب سے آسان لیکن نقصان دہ قسم رشوت خوری کی مرتکب ہوتے ہیں۔

ہندوستان کے چیف وجلینس کمشنر کا تجزیہ ہے کہ قومی اقتصادیات میں آج چار خاص محکمات کسٹم، ایکسائز، انکم ٹیکس اور زر مبادلہ ڈائریکٹریٹ کی مجرمانہ غفلت بلکہ بدعنوانی کے سبب سے ملک کی معیشت میں سیاہ دولت کا حجم چار ہزار کروڑ روپے کے اعداد کو پار کر گیا ہے، جے پی کرپلانی کی زیر صدارت ریلوے کے بارے میں تشکیل دی گئی کرپشن انکوائری کمیٹی کا تجزیہ ہے کہ بدعنوانی کو چار درجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) معمولی سطح کی بدعنوانی (۲) اعلیٰ سطح کی بدعنوانی (۳) نوکر شاہی کی بدعنوانی (۴) سیاسی بدعنوانی، لیکن حالیہ عرصہ میں بدعنوانی کا ایک نیا چہرہ سامنے آیا ہے یعنی سماج کی خدمت کے نام پر خود کی بہبود کی فکر کرنا، گزشتہ چند سالوں کے دوران صحت، تعلیم، خواتین و اطفال بہبود، ماحولیات کا تحفظ اور دفاع جیسے شعبوں میں ترقیاتی کام انجام دینے کے لئے حشرات الارض کی طرح غیر سرکاری تنظیمیں (این جی او) کام کرنے لگی ہیں، جو افسران بالا کے اشتراک سے مذکورہ شعبوں میں فلاحی امور کی انجام دہی کے نام پر کروڑوں روپے کی سرکاری گرانٹ ہضم کر جاتی ہیں اور متعلقہ شعبوں تک اس کا فائدہ کافی کم پہونچتا ہے۔

ہندوستان میں بدعنوانی کی تاریخ نئی نہیں ہے ملک کی آزادی سے پہلے انگریزوں کے دورِ اقتدار میں دوسری جنگ عظیم کے بعد اس کا آغاز ہوا اور بڑھتے بڑھتے پچھلی صدی میں ۹۰ کی دہائی بدعنوانی کے تعلق سے نقطہ عروج پر نظر آتی ہے، اس دہائی میں سابق وزیر اعظم سے سابق وزراء اعلیٰ، وزراء اور گورنروں پر بھی بدعنوانی کے سنگین الزامات عائد ہوئے اور ایک کے بعد ایک اسکیم یعنی گھوٹالے عوام نے اپنی آنکھوں سے دیکھے، چارہ گھوٹالہ، تیلگی اسٹامپ اسکینڈل، تابوت اور چینی کی خرید میں بدعنوانی، سرکاری مکانوں کے الاٹمنٹ میں جانبداری وغیرہ۔ باثر سیاست دانوں کے ساتھ انتظامیہ اور عدلیہ کے ذمہ داروں کے نام مذکورہ بدعنوانیوں میں ملوث ضرور ہوئے لیکن ان کے خلاف عوام میں کوئی خاص ردعمل نظر نہیں آیا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عام لوگوں نے بدعنوانی کو برداشت کر کے اس کے ساتھ زندگی گزارنا قبول کر لیا ہے۔

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں جہاں عدلیہ نے بدعنوان افسروں اور سیاست دانوں پر گرفت کی، وہیں خود عدلیہ کے نظام بالخصوص نچلی عدالتوں میں اس کا اثر و نفوذ فکر و تشویش کا باعث بن رہا ہے، ایک ماہر انصاف کے مطابق نیچے کی عدالتوں میں ۹۵ فیصد عملہ رشوت خور ہوتا ہے، عوام کا تجربہ اس سے زیادہ تلخ ہے، عدالتوں میں مقدمات کی تعداد بڑھنے کی ایک اہم وجہ عملہ کی بدعنوانی بھی ہے، اگر آپ کے پاس خرچ کرنے کے لئے رقم ہے تو مقدمہ کی کارروائی کو برسوں طول دیا جا سکتا ہے۔

کرپلانی کمیٹی نے بدعنوانی پر قابو پانے کے لئے انتظامیہ میں اصلاحات اور قانونی چارہ جوئی کے علاوہ اصلاحی مہم میں اعلیٰ افسران کی سرگرم شرکت پر زور دیا تھا، جاپان کے مقابلہ میں چین کی شکست کے بعد چینگ پونے لکھا تھا کہ ''موجودہ زمانہ میں مسئلہ یہ نہیں کہ ہمارے یہاں معیاری ادارے نہیں ہیں، بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں دماغی طور پر ایماندار لوگوں کی کمی ہے، جس برق رفتاری کے ساتھ کنزیومرازم کی زہریلی بیل پھل پھول رہی ہے، اس کے پیش نظر یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ بدعنوانی کا دائرہ مستقبل میں مزید وسیع ہوگا، اور اس وقت عوامی زندگی میں ایمانداری کو برقرار رکھنا سیاسی قیادت کے لئے بہت بڑا چیلنج بن جائے گا۔

بقیہ آخری مرحلہ تک یہ کوشش جاری رہے

بی جے پی کی حکومت اس سے پہلے بھی ہندوستان میں رہ چکی ہے۔ اٹل بہاری واجپئی وزیر اعظم کے منصب پر فائز رہے ہیں لیکن دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بی جے پی حکومت میں جب اٹل بہاری واجپئی وزیر اعظم تھے تو عوام میں آئین کے تئیں بے چینی نہیں تھی۔ ملک کے دستور اور آئین پر عوام کا اعتماد برقرار تھا۔ انہیں اس کا بات بھروسہ تھا کہ عدلیہ آزاد ہے۔ الیکشن کمیشن کسی کا طرفدار نہیں ہے۔ سی بی آئی اور اس طرح کی دیگر ایجنسیاں سرکاری دباؤ سے محفوظ ہے۔ ملک میں قانون کی حکمرانی ہے۔ لا اینڈ آڈر برقرار ہے۔ ان دنوں خوف اور دہشت کا معاملہ بھی نہیں تھا۔ ہر طرح کے خوف، تشدد اور ظلم و زیادتی سے آزاد ہو کر عوام اپنے شب و روز گزار رہے تھے۔ واجپئی کے زمانے میں جو لوگ سرکار چلا رہے تھے انہیں بھی ملک کے دستور پر بھروسہ تھا۔ وہ بابا امبیڈکر قیادت میں تشکیل پانے والے آئین کے مطابق ہی حکومت چلانا چاہتے تھے لیکن بی جے پی کی موجودہ حکومت میں اس طرح کی کوئی خوبی اب نہیں پائی جاتی ہے۔ یہاں دستور پر بالکل بھروسہ نہیں ہے۔ آئینی اداروں کی خود مختاری پر حملہ اولین ایجنڈا ہے۔ مسلمانوں، دلتوں، آدی واسیوں اور دیگر اقلیتوں کو بنیادی حقوق سے محروم کرنا اور منواسمرتی کا نفاذ بنیادی مقصد بنا ہوا ہے جس سے عوام میں شدید بے چینی، بے قراری اور فکر لاحق ہے۔

ملک کی یہ مجموعی صورت حال ہے جس کی تبدیلی ضروری ہے۔ آئین کی حکمرانی اور دستور پر بھروسہ کرنے والوں کے ہاتھوں میں ملک کا اقتدار منتقل ہونا ملک کی ترقی اور سلامتی کا ضامن ہے۔ اب تک ہوئے انتخابات سے جو نتائج سامنے آرہے ہیں اس سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ عوام نے بہت سوچ سمجھ کر ووٹنگ کی ہے۔ انتخابات کے دوران ایک حساس اور ذی شعور شہری ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اپنے حقوق کیلئے رائے کی ہے۔ اب آخری مرحلہ باقی رہ گیا ہے جس میں ۵۹؍سیٹوں پر پولنگ ہونی ہے۔ امید یہی ہے کہ دیگر چھ مرحلوں کی طرح اس آخری مرحلے میں بھی عوام حساسیت کا ثبوت پیش کریں گے۔ چھ مرحلوں کی طرح اس آخری مرحلے میں بھی گذشتہ پانچ سالوں میں پیش آنے والے واقعات ذہن و دماغ میں تر و تازہ رہیں گے۔ سوچ سمجھ کر، مضبوط، محفوظ اور ترقی یافتہ ہندوستان کیلئے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کریں گے۔ پہلی مرتبہ حق رائے دہی کا استعمال کرنے والے اس موقع کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ روشن مستقبل، کامیاب زندگی اور ترقی یافتہ ملک کا خواب شرمندہ تعبیر کرنے کیلئے ووٹ دیں کیوں کہ جمہوریت میں ووٹ سے ہی ملک، سماج اور معاشرہ کی تصویر بدلتی ہے۔ ووٹ ہی سماج کی کامیابی کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ گذشتہ چھ مرحلوں میں جس طرح بہت سوچ سمجھ کر آپ نے اپنا ووٹ دیا ہے اسی ہوشیاری، ذمہ داری، بیداری اور مکمل شعور کے ساتھ آخری مرحلے کے انتخاب میں بھی اپنا ووٹ دیں۔ جمہوریت، سیکولرزم اور آئین کے پاسداروں کو اقتدار تک پہونچائیں۔ ان لوگوں کو سبق سکھائیں جنہوں نے آئین کی پامالی کی ہے، دستور ہند کی دھجیاں اڑائی ہے۔ ملک کے امن و امان کو نقصان پہونچایا ہے۔ بے گناہوں، معصوموں، غریبوں، کمزوروں اور خواتین پر ظلم و ستم کیا ہے۔ آخری مرحلے کے انتخاب میں کچھ فرقہ پرست عناصر تشدد برپا کرنے کے فراق میں ہیں۔ ملک کے امن کو نقصان پہونچا کر وہ ایک طرح کا سیاسی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ ہوشیار رہیں۔ تشدد اور فرقہ پرستی سے گریز کریں۔ ایسی سیاست کرنے والوں سے اپنا رشتہ ختم کریں۔ امن و سلامتی کی بحالی میں اپنا کردار ادا کریں اور سیکولر پارٹیوں کے جیت حاصل کرنے والے نمائندوں کو کامیاب بنائیں۔ سیکولر اور ہمدرد سرکار کے انتخاب کیلئے ۱۱؍اپریل سے جو سلسلہ شروع ہوا ہے ۱۹؍مئی کو اس کا شاندار اختتام کریں۔ مستحق، امن پسند، ہمدرد اور فعال لیڈر کو اپنا ووٹ دیکر پارلیمنٹ پہونچائیں۔

سید محمد عادل فریدی

نیپال میں چار ہندوستانی کوہ پیماؤں کی موت

ہمالیائی پہاڑی سلسلے کی سب سے اونچی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ کو فتح کرنے کے دوران ایک جوان سمیت کم از کم چار ہندوستانی کوہ پیماؤں کی موت ہوگئی ہے، جبکہ آئرلینڈ کی ایک کوہ پیما لا پتہ ہے۔ ہندوستانی فوج کے جوان نارائن سنگھ کی موت دنیا میں سب سے زیادہ خطرناک اور چیلنج سے بھرپور چوٹیوں میں شامل ماؤنٹ مکالو پر کامیاب چڑھائی کے بعد لوٹتے وقت ہوئی۔ فوج کی ۱۸؍رکنی کوہ پیما ٹیم ۱۶؍مئی کو کامیابی ماؤنٹ مکالو کی چوٹی پر پہنچا تھا اور وہاں سے واپس آنے کے دوران مہم کی ٹیم کے ایک رکن نائک نارائن سنگھ کی موت ہوگئی۔ (یو این آئی)

بنگلہ دیش میں دو لاکھ ستر ہزار سے زائد روہنگیا پناہ گزینوں کو شناختی کارڈ جاری

بنگلہ دیش میں دو لاکھ ستر ہزار سے زائد روہنگیا پناہ گزینوں کو اقوام متحدہ کی پناہ گزین ایجنسی اور بنگلہ دیش حکومت نے جمعہ کو شناختی کارڈ جاری کردیا۔ یو این ایچ سی آر کے ترجمان آندریز ماہسیس نے بتایا کہ میانمار سے دو لاکھ ستر ہزار سے زیادہ روہنگیا پناہ گزینوں کو رجسٹر کرکے ایک شناختی کارڈ جاری کیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ کے پناہ گزین ایجنسی اور بنگلہ دیشی حکومت نے مشترکہ طور پر ان شناخت کے کاغذات جاری کیے ہیں۔ (یو این آئی)

ایران کے ساتھ جنگ نہیں چاہتے ہیں ٹرمپ

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ایران کے ساتھ بڑھتے تناؤ کے درمیان کہا ہے کہ وہ اس کے ساتھ جنگ نہیں چاہتے ہیں۔ صدر ٹرمپ نے بدھ کو ایک میٹنگ میں اپنے معاونوں سے کہا تھا کہ وہ نہیں چاہتے ہیں کہ دونوں ممالک کے درمیان تناؤ جنگ میں تبدیل ہوجائے۔ خیال رہے کہ امریکہ نے حالیہ دنوں میں خلیجی علاقے میں طیارہ بردار جہازوں اور طیاروں کو تعینات کیا ہے اور عراق سے سفارتی اہلکاروں کو واپس بلا لیا ہے۔ (یو این آئی)

تائیوان ہم جنسوں کو شادی کی اجازت دینے والا پہلا ایشیائی ملک

ہم جنسی کو قانونی درجہ دینے کی گھناؤنی وبا اب یورپ سے آگے بڑھ کر ایشیا میں بھی داخل ہوگئی ہے اور تائیوان پہلا ایشیائی ملک بن گیا ہے، جہاں پارلیمنٹ نے دو ہم جنسوں کو شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔ ۲۰۱۷ء میں ملک کی آئینی عدالت نے یہ فیصلہ سنایا تھا کہ ایک ہی جنس کے جوڑے کو قانونی طور پر شادی کرنے کا حق ہے۔ پارلیمنٹ کو دو سال کی مدت میں اس حوالے سے ۲۴؍مئی تک فیصلے کے لئے ضابطے میں لازمی تبدیلی کرنے کی مہلت دی گئی تھی۔ (یو این آئی)

شمالی کوریا زبردست قحط سالی کی زد میں

شمالی کوریا ۳۷؍برسوں میں سب سے زبردست خشک سالی کی زد میں ہے اور ملک میں ایک کروڑ سے زیادہ لوگوں کو فوری امداد کی ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق خشک سالی کی وجہ سے شمالی کوریا کے تقریباً ایک کروڑ لوگ بھوک مری کے کگار پر ہیں جنہیں فوری غذائی اشیاء فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ خیال رہے کہ اس سے قبل نوے کے عشرے میں اس ملک میں خشک سالی کی وجہ سے سینکڑوں لوگوں کی موت ہوگئی تھی۔ (یو این آئی)

امریکہ نے ترکی سے تجارتی مراعات ختم کیں

امریکہ نے ترکی کو دی جانے والی تجارتی مراعات ختم کردی ہیں، ان تجارتی مراعات کو امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی جانب سے کیے گیے فیصلے کے تحت ختم کیا گیا ہے۔ امریکہ کی جانب سے اس اقدام کا فیصلہ مارچ میں کیا گیا تھا، جس کے مطابق ترکی کی امریکہ برآمد کی جانے والی چند مصنوعات عائد تجارتی ڈیوٹی سے مستثنیٰ نہیں ہونگی۔ ترکی کو یہ رعائتی تجارتی مراعات ۱۹۷۰ء سے حاصل تھیں اور ان کے تحت گذشتہ برس ترکی نے ۹ء۱؍بلین ڈالر مالیت کی اشیا امریکہ درآمد کیں تھیں۔ (بی بی سی لندن)

جنوبی افریقہ میں مسجد سے آنے والی اذان کی آواز کے خلاف شکایت

جنوبی افریقہ کے ساحلی شہر کیپ ٹاؤن کی ایک سو سالہ قدیم و معروف مسجد زینت الاسلام سے آنے والی اذان کی آواز کے خلاف شکایت کی گئی ہے۔ دی سٹی آف کیپ ٹاؤن کے اکاؤنٹ سے ٹویٹ کیا گیا کہ انھیں ایک سو برس پرانی زینت الاسلام مسجد کے بارے میں شکایت موصول ہوئی ہے اور اس کی تحقیقات کرنا ان کا فرض ہے۔ تاہم انھوں نے واضح کیا کہ تحقیقات ماہِ رمضان کے بعد کی جائیں گی اور اس دوران اذان کو بند نہیں کروایا جائے گا۔ (بی بی سی لندن)

کیمبرج میں بننے والی یورپ کی پہلی ''ماحول دوست'' مسجد

برطانیہ کے تاریخی شہر کیمبرج میں ایک اور تاریخ رقم ہوئی ہے، یہاں برطانیہ اور یورپ کی پہلی ''ایکو فرینڈلی'' یا ماحول دوست مسجد تعمیر کی گئی ہے، جسے اب عام نمازیوں کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ ۲۳؍ملین پاؤنڈ کی لاگت سے بنائی جانے والی کیمبرج سینٹرل مسجد تقریباً بارہ برس زیرِ تعمیر رہی۔ اس مسجد کے آرکیٹکٹ کہتے ہیں کہ یہ اکیسویں صدی کے برطانیہ میں ''اسلام کا ثقافتی پل'' ثابت ہوگی۔ (بی بی سی لندن)

آسٹریا میں پرائمری اسکولوں میں حجاب پر پابندی کا بل منظور

یورپی ملک آسٹریا کی پارلیمنٹ نے پرائمری اسکولوں میں حجاب پر پابندی کا بل منظور کرلیا ہے، حکومتی جماعت اور اتحادیوں کی جانب سے بل کے حق میں ووٹ ڈالے گئے جب کہ اپوزیشن جماعتوں نے بل کی مخالفت کی، مسلم مخالف تاثر سے بچنے کے لیے بل میں کہا گیا ہے کہ یہ پابندی ہر اس نظریہ اور مذہب پر لگائی گئی ہے جس میں سر کا ڈھکنا شامل ہے۔ آسٹرین حکومت کا کہنا ہے کہ اس پابندی کا اطلاق تعلق سکھوں کی پگڑی اور یہودیوں کی ٹوپی پر نہیں ہوگا۔ (نیوز ایکسپریس)

بزنس روزگار و کیرئر

زکوٰۃ کی تقسیم اجتماعی نظام کے تحت ہو: ناظم امارت شرعیہ

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے ایک پریس بیان میں کہا کہ مال و دولت کا حقیقی مالک اللہ جل شانہ ہیں، انسان تو صرف اس مال کا محافظ اور خزانچی ہے، محافظ و خزانچی مالک کی اجازت اور حکم کے بعد ہی مال میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے مال و دولت کو غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ناظم صاحب نے کہا کہ زکوٰۃ ارکان اسلام میں ایک اہم ترین رکن زکوٰۃ ہے، قرآن مجید میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم یکجا وارد ہوا ہے۔ شریعت اسلامی میں زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سرزمین عرب میں ہر طرف فتنے سر اٹھانے لگے، جن سے اسلامی ریاست کو نازک ترین صورتِ حال اور بحران کا سامنا کرنا پڑا تو اپنی سنگینی کے اعتبار سے سب سے بڑا چیلنج منکرین زکوٰۃ کا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کمال جرأت ایمانی سے بہ بانگِ دہل اعلان کیا کہ جو کوئی نماز اور زکوٰۃ میں کسی قسم کی تفریق اور امتیاز روا رکھے گا، میں اس کے خلاف جہاد کروں گا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باغیوں کے خلاف کھلم کھلا جہاد بھی کیا اور ان کی تلوار اس وقت تک نیام میں نہ آئی جب تک منکرین زکوٰۃ کی برپا کی ہوئی شورش پوری طرح ختم نہ ہوگئی۔ مولانا نے مزید کہا کہ زکوٰۃ بنیادی طور پر صاحب نصاب کے اوپر فرض ہے اور اس کی تقسیم اجتماعی نظام کے تحت ہونی چاہیے؛ اس لیے مسلمانوں کو اپنی زکوٰۃ نکال کر غریبوں تک پہنچانا اور اجتماعی طور پر بیت المال کے ذریعہ زکوٰۃ تقسیم کرنی چاہیے؛ تاکہ ناداروں کی صحیح طور پر کفالت ہوسکے اور شریعت نے جو اجتماعیت کا حکم دیا ہے، اس کی بھی تعمیل ہوجائے؛ کیوں کہ جس طرح نماز باجماعت کی تاکید ہے، اسی طرح زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کا بھی حکم ہے، زکوٰۃ نکالنے والوں کو پابندی کے ساتھ نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ دینی چاہیے؛ بلکہ زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کی بھی فکر کرنی چاہیے اور ایسا ماحول بنانا چاہیے، جس سے نہ صرف مقامی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری ہو؛ بلکہ مدارس، یتیم خانے، وقتی حادثات میں راحت رسانی کے کام، مریضوں اور مصیبت زدہ لوگوں کی بھی امداد ہوسکے اور کوشش اس بات کی ہو کہ جو لوگ اپنی حاجت کے لیے مانگتے پھرتے ہیں، اگر وہ واقعی ضرورت مند ہیں تو ان کی مقامی سطح پر مدد کرنی چاہیے؛ تاکہ وہ دوسری جگہ اپنی حاجت کے لیے مانگتے پھرتے نظر نہ آئیں۔

عصری علوم میں داخلہ کے لیے مدرسوں کے طلبہ وعلماء کے لیے سنہرا موقع

مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ ہمدرد، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی و دیگر یونیورسٹیوں اور تکنیکی اداروں میں سائنس و طب، سماجی و عمرانی علوم، صحافت، و جرنلزم، آئی ٹی اور دیگر پروفیشنل شعبہ جات میں داخلہ کے خواہش مند مدارس اسلامیہ کے فارغین اور بہار مدرسہ بورڈ سے فوقانیہ، مولوی، عالم و فاضل کی ڈگری رکھنے والے علماء جو جدید تعلیمی و تکنیکی میدانوں کے ذریعہ بھی ملک و ملت کی خدمت کرنے کی خواہش رکھتے ہوں ان کے لیے ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، قاضی نگر پھلواری شریف پٹنہ نے طے کیا ہے کہ:

☆ بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے مولوی اور مختلف یونیورسٹیوں کے پاس شدہ عالم وفاضل کے لیے مختلف ڈپلوما رگریجویشن کورسیز (بیچلر ان لائبریری سائنس، بی سی اے، بی بی اے، بی جے ایم سی، ڈپلوما ان ماڈرن عربک اینڈ ٹرانسلیشن، ایڈوانس ڈپلوما ان ماڈرن عربک اینڈ ٹرانسلیشن، سرٹی فکٹ ان ماڈرن عربک اینڈ ٹرانسلیشن، پی جی ڈپلوما اردو ماس میڈیا، موبائیل اپلی کیشن ڈیولپمنٹ کورس، فیٹر، پلمبر، ایم آر اے سی اور میکانیکل) میں داخلے کرائے گا۔

☆ بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے ذریعہ فوقانیہ اور مولوی پاس طلباء کے لیے آئی ٹی آئی کے دوسالہ، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ کورسوں میں داخلے کرائے گا۔

☆ مختلف مدارس کے علماء وفضلاء کے لیے مقابلہ جاتی امتحان کی تیاری کے لیے برج کورس اور مختلف ملازمتوں اور بی پی ایس سی کے لیے کوچنگ کا انتظام ہوگا۔

☆ داخلہ کے لیے رجسٹریشن جاری ہے، www.islamicshariah.in سے رجسٹریشن فارم ڈاؤن لوڈ کریں اور مندرجہ ذیل نمبر سے رابطہ کریں۔ **7903286632/9608136834**

ایگری کلچر (زراعت) میں کیریر کی راہیں

ملک میں دوتہائی آبادی آج بھی شہری چکاچوندھ سے دور گاؤں میں کھیتی۔ کسانی کر کے ملک کی اقتصادیات میں اہم رول ادا کرتے ہیں، آج کے دور میں سائنس اور تکنیکی ترقی سے زراعت کا میدان بھی اچھوتا نہیں ہے، ٹیکنالوجی کے بڑھتے ہوئے استعمال سے اب جسمانی محنت پر انحصار کم ہوا ہے، جس سے پیداوار میں اضافہ اور لاگت میں کمی آرہی ہے۔ زراعتی آلات کے بڑھتے استعمال سے اب زراعت کا شعبہ بھی منافع کا ذریعہ بننے لگا ہے، جس کی وجہ سے حالیہ برسوں میں شہری علاقوں میں رہنے والے نوجوانوں نے بھی اس جانب رخ کیا ہے، اچھا تجربہ رکھنے والے نوجوان گاؤں میں جاکر انٹرپریز شپ میں قسمت آزما رہے ہیں، دراصل ٹیکنالوجی اور سائنٹفک اِنپُٹ کی وجہ سے ایگری کلچر میں نئی امیدیں پیدا ہورہی ہیں۔ آج ایگری کلچر میں سائنس، انجینئرنگ، مینجمنٹ کے ساتھ ساتھ سوشل سائنس بیک گراؤنڈ والے طلبہ کے لیے بھی پورے مواقع موجود ہیں، ایگری کلچر، فوڈ انڈسٹری میں بایولوجی، کیمسٹری، فزکس، میتھ اور اسٹیٹسٹکس کی پڑھائی کرنے والوں کے لیے کیریر بنانے کی راہیں کھلی ہیں۔ ایگری کلچر سائنس یا ٹیکنالوجی کی پڑھائی کے لیے سائنس سبجیکٹ کے ساتھ بارہویں پاس ہونا ضروری ہے، گریجویشن کے بعد ایگری بزنس کی پڑھائی کی جاسکتی ہے۔ ایگری کلچر سائنس کی پڑھائی کے بعد ایگری بزنس، اینڈ ڈی آرگنائزیشن، پبلک و پرائیوٹ ایجنسی، سرکاری اور پالیسی میکنگ ایجنسیوں میں بطور ایگری کلچر پروفیشنل کے طور پر جڑا جاسکتا ہے، فوڈ سائنس و ٹیکنالوجی، فوڈ مینوفیکچرنگ، پروسیسنگ ٹریٹمنٹ، فریزرویشن اور ڈسٹری بیوشن، ایگرانومی، اینوائرنمینٹل سائنس، پلانٹ بلڈنگ اور اینٹومالوجی وغیرہ جیسے پروفیشنل کورسز ہیں جن کو اختیار کر کے ایگری کلچر میں کیریر بنایا جاسکتا ہے۔ سنٹرل فوڈ ٹیکنالوجیکل انسٹی ٹیوٹ، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فوڈ ٹیکنالوجی انٹرپریز شپ اینڈ مینجمنٹ، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف کراپ پروسیسنگ ٹیکنالوجی، نیشنل ایگری۔ فوڈ بایو ٹیکنالوجی انسٹی ٹیوٹ، نیشنل ڈیری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ایگری کلچرل اینڈ فوڈ انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ آئی آئی ٹی کھڑگ پور، راجندر سنٹرل ایگری کلچرل یونیورسٹی پوسا وغیرہ ایسے ادارے ہیں جہاں فوڈ سائنس، پلانٹ سائنس، اینیمل سائنس، سوائل سائنس، ایگری بزنس اینڈ مینجمنٹ کی تعلیم ہوتی ہے۔

طب وسائنس

رمضان میں اچھی صحت کیلئے بہترین پھل

فیصل ظفر

اگر آپ رمضان کے دوران اپنے جسم کو صحت مند بنانا چاہتے ہیں تو ان چند پھلوں کو افطار میں استعمال کرنا اپنی عادت بنالیں جن کے فوائد آپ کو حیران کردیں گے۔

تربوز

تربوز میں 92 فیصد پانی موجود ہوتا ہے، جس کی وجہ سے یہ انسانی صحت کے لیے بہترین غذا ہے جو اس موسم میں پانی کی کمی کو دور کرتی ہے۔ سخت گرمی کے باعث زیادہ مقدار میں پانی پینے کے باوجود انسانی جسم میں پانی کی کمی رہ جاتی ہے۔ لیکن ماہرین صحت کے مطابق تربوز میں ایسی جزیات پائی جاتی ہیں، جو نہ صرف گرمی کم کرنے میں مدد دیتی ہیں، بلکہ وہ انسانی جسم میں پانی کی نمکیات کو بھی کنٹرول کرتی ہیں۔ اسی طرح تربوز کے ایک کپ میں 46 فیصد کیلوریز سمیت وٹامن سی اور وٹامن اے بھی بھاری مقدار میں پایا جاتا ہے۔

خوبوزہ

خربوزوں میں بھی بیٹا کروٹین اور وٹامن اے پائے جاتے ہیں جو نہ صرف آپ کے سر کے جلدی خلیات کی نشو ونما کو کنٹرول کرتے ہیں بلکہ جلد کی اوپری تہہ کی چمک بھی بڑھاتے ہیں۔ یہ چہرے پر جلد کو مردہ ہوکر پرت کی شکل میں بھی تبدیل نہیں ہونے دیتے۔

لیچی

چونکہ اس میں فائبر موجود ہے تو اسے ہضم کرنا آسان ہوتا ہے، رمضان کے دوران ایک بڑا مسئلہ قبض کا ہوسکتا ہے جس کی وجہ غذا میں فائبر کی مناسب مقدار نہ ہونا ہے۔ تو صحت مندانہ جسمانی وزن میں کمی کے لیے یہ پھل فائدہ مند ہے اور نظام ہاضمہ بہتر ہونے سے غذاؤں کو ہضم کرنا بھی آسان ہوجاتا ہے۔

آڑو

ویسے تو ہوسکتا ہے کہ سب کو معلوم ہو کہ کیلوں میں پوٹاشیم کی بہت زیادہ مقدار ہوتی ہے مگر آڑو میں جسم کے لیے ضروری اس منرل کی مقدار ایک درمیانے سائز کے کیلے سے زیادہ ہوتی ہے، جو اعصابی طاقت کو بڑھانے کے ساتھ پٹھوں کی صحت بھی بہتر بناتی ہے۔ آڑو کی جِلد اینٹی آکسائیڈنٹس اور فائبر سے بھرپور ہوتی ہے اور وہ لوگ جو اپنے بڑھتے وزن سے پریشان ہیں ان کے لیے آڑو کسی بھی غذا میں مٹھاس بڑھانے کے لیے ایک صحت مند ذریعہ ہے۔

انناس

یہ بھی کافی آسانی سے مل جانے والا پھل ہے جسے کسی بھی شکل جیسے تازہ، خشک، منجمند وغیرہ میں استعمال کیا جائے یہ صحت کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے جس کی وجہ اس میں موجود ورم کش جُز bromelain ہے جو دل کے دورے اور فالج جیسے امراض کے خطرات کم کرتا ہے جبکہ بانجھ پن کا امکان بھی دور کرتا ہے۔

انگور

دنیا بھر میں مقبول یہ پھل امراض قلب اور ہائی کولیسٹرول کے خلاف موثر ثابت ہوتا ہے جس کی وجہ اس میں اینٹی آکسائیڈنٹس کی بہت زیادہ مقدار کا ہونا ہے۔ اس کے ہر دانے میں پوٹاشیم اور آئرن جیسے منرلز موجود ہوتے ہیں جو خون کی کمی اور پٹھوں کی اکڑن سے تحفظ دیتے ہیں۔

آم

آم تو پھلوں کا بادشاہ ہے اور گرمیوں میں اس کے بغیر اکثر افراد کا گزارہ نہیں ہوتا، اس میں ایک جُز بیٹا کیروٹین بہت زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے جو جسم میں جاکر وٹامن اے میں تبدیل ہوجاتا ہے اور ہڈیوں کی نشو ونما کے لیے جسمانی دفاعی نظام کو مضبوط بناتا ہے، جبکہ بینائی کے لیے بھی یہ وٹامن بہت ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح اس میں وٹامن سی بھی ہوتا ہے جو جلد کی صحت کے لیے بہترین تصور کیا جاتا ہے۔

سیب

ایک درمیانے سائز کے سیب میں صرف 80 کیلوریز ہوتی ہیں مگر ایک طاقتور اینٹی آکسائیڈنٹ کیورٹیشن اس کا حصہ ہوتا ہے جو ان دماغی خلیات کی تنزلی کی روک تھام کرتا ہے جو الزائمر جیسے مرض کا باعث بنتے ہیں۔ جو افراد سیب کھانے کے شوقین ہوتے ہیں ان میں ہائی بلڈ پریشر کے مرض کا امکان بھی ہوتا ہے جبکہ یہ پھل کولیسٹرول کی سطح کم کرنے کے ساتھ ساتھ آنتوں کے کینسر سے بھی تحفظ دیتا ہے۔ اور ہاں یہ دانتوں کی صحت کے لیے بھی بہترین پھل ہے جبکہ جسمانی وزن بھی کم کرتا ہے۔ اس کے چھلکے میں بھی بیماریوں کے خلاف لڑنے والے اجزاء ہوتے ہیں جو امراض قلب کا خطرہ کم کرتے ہیں۔

انار

انار کا جوس ہفتے میں 2 سے 3 مرتبہ استعمال کرنا پوٹاشیم کے حصول کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتا ہے جو جسمانی توانائی کو مستحکم رکھنے اور ہائی بلڈ پریشر کو کنٹرول کرتا ہے۔ مختلف تحقیقی رپورٹس کے مطابق روزانہ ایک چوتھائی کپ انار کا جوس پینے سے خون کی شریانوں کی صحت بہتر ہوتی ہے، کولیسٹرول کی سطح کم اور دیگر جسمانی افعال میں بہتری آتی ہے۔ تاہم اس جوس کا روزانہ استعمال عادت بنالینے سے پہلے ڈاکٹر سے ضرور مشورہ لے لیں کیونکہ کئی بار یہ ادویات کے ساتھ استعمال کرنے پر مضر اثرات کا باعث بھی بن سکتا ہے۔

کیلے

کیلے پوٹاشیم اور فائبر سے بھرپور پھل ہے جو جسمانی توانائی کو دیر تک برقرار رکھتے ہیں اور آپ کو جسمانی طور پر پورا دن چوکنا رکھتے ہیں۔ اس میں چربی یا نمک شامل نہیں، اس لیے یہ جسمانی وزن میں اضافے یا کسی اور مرض کا خطرہ بھی نہیں بڑھاتے۔

بلیو بیریز

یہ اینٹی آکسائیڈنٹس اور وٹامن سی سے بھرپور ہوتا ہے جو مختلف امراض سے تحفظ دینے کے ساتھ ساتھ دماغی طاقت کو بھی بڑھاتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق جو لوگ اکثر اس پھل کو استعمال کرتے ہیں ان میں عمر بڑھنے کے ساتھ آنکھوں کے پٹھوں کی کمزوری کے مسائل پیدا ہونے کا امکان بھی کم ہوتا ہے جو بڑھاپے میں بینائی کے مختلف امراض کا باعث بنتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ　　راشد العزیری ندوی

صدقۂ فطر فی کس چالیس (۴۰) روپے ادا کریں

حضرت مولانا عبد الجلیل قاسمی صاحب قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ نے یہ اعلان کیا ہے کہ صدقۂ فطر کی مقدار فی کس نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو یا ایک صاع جو ہے، نصف صاع موجودہ رائج وزن کے اعتبار سے ایک کیلو۶۹۲ گرام کے برابر ہوتا ہے، جو مسلمان صاحب نصاب ہوں اور صدقۂ فطر میں گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو یا جَو نکالنا چاہیں وہ اسی وزن کا لحاظ رکھ کر صدقۂ فطر ادا کریں۔ اور جو حضرات نقد رقم کی شکل میں قیمت نکال کر دینا چاہیں تو وہ رقم کی شکل میں اس کی قیمت بھی متعین کر کے دے سکتے ہیں۔ اپنے شہر اور علاقہ کے بازار میں فروخت ہونے والے گیہوں اور اس کے آٹا کا حساب کرلیں، اور اسی حساب سے صدقۂ فطر نکالیں۔ ان دنوں پٹنہ اور پھلواری شریف کے بازار میں گیہوں جس قیمت پر فروخت ہو رہا ہے، اس کی رو سے ایک کیلو۶۹۲ گرام کی قیمت ۳۸ روپے۹۱ پیسے ہوتی ہے۔ اس میں ایک روپے ۹؍ پیسے کا اضافہ کرتے ہوئے ۴۰ روپے کئے گئے ہیں۔ ہر مسلمان مالک نصاب شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر فی کس چالیس (۴۰) روپے ادا کریں۔

مجرمانہ ریکارڈ رکھنے والے امیدواروں میں اضافہ

تمام سیاسی جماعتوں کے ذریعہ خود کو پاک صاف بتانے کے تمام دعوں کے درمیان لوک سبھا انتخابات میں مجرمانہ پس منظر والے اور کروڑ پتی امیدواروں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، اور اس الیکشن میں بھی ایسے امیدواروں کا غلبہ رہا، جن میں سے سب سے زیادہ بھارتیہ جنتا پارٹی اور کانگریس کے ٹکٹ پر کھڑے ہیں، 2009 کے انتخابات میں مجرمانہ پس منظر والے امیدوار پندرہ فیصد تھے، جن کی تعداد اس الیکشن میں بڑھ کر ۱۹؍ فیصد ہوگئی۔ اس طرح اس میں چار فیصد کا اضافہ ہوا، اس معاملہ میں حکمراں بھارتیہ جنتا پارٹی چالیس فیصد کے ساتھ سب سے آگے ہے، جبکہ 39 فیصد کے ساتھ اہم اپوزیشن جماعت کانگریس اس کے بالکل قریب ہے، اس معاملہ میں بھی بی جے پی اور کانگریس 83-83 فیصد کے ساتھ بالکل برابری پر ہیں۔

(روزنامہ تاثیر ۱۴؍ مئی ۲۰۱۹ء)

گیارہویں درجہ کے لئے نو ودے ودیالے میں داخلہ کا سنہرا موقع

میٹرک کا رزلٹ خواہ کوئی بورڈ ہو، سی بی ایس ای بورڈ یا پھر آئی سی ایس ای بورڈ شائع ہوچکے ہیں۔ اور الحمد للہ طلبہ وطالبات نے پچھلے سال کی بہ نسبت کامیابی کے تناسب میں اضافہ کیا ہے، اور اچھے نمبرات سے پاس ہوئے ہیں۔ اب ان کے سامنے آگے کی تعلیم کے لئے اچھے اسکول میں داخلے کا سوال ہے۔ ابھی ان طلبہ وطالبات کے لئے ایک سنہرا موقع سامنے آیا ہے، اور وہ موقع ہے نو ودے ودیالیہ میں گیارہویں درجہ میں داخلہ لینے کا، اس سلسلے میں نو ودے ودیالیہ نے اشتہار شائع کیا ہے۔ جہاں طلبہ کے لئے مفت رہائش، مفت طعام کے ساتھ ساتھ تعلیم کا بہتر نظم ہے، یہ باتیں محکمہ کابینہ سکریٹریٹ کے جوائنٹ سکریٹری بشمول ڈائرکٹر اردو ڈائرکٹوریٹ نے میٹرک پاس طلبہ وطالبات کی ایک جماعت سے گفتگو کے دوران بتائی، انہوں نے اس سلسلہ میں مزید جانکاری دیتے ہوئے بتایا کہ نو ودے میں داخلہ کے لئے رجسٹریشن کا عمل ۱۳؍ مئی ۲۰۱۹ء سے شروع ہوچکا ہے اور آخری تاریخ ۱۰؍ جون ۲۰۱۹ء ہے، رجسٹریشن آن لائن کرائے جاسکیں گے۔ دیگر تفصیلی جانکاری اور آن لائن رجسٹریشن کے لئے ویب سائٹ www.nvsadmissionclassnine.in www.novoday.gov.in پر رابطہ کرسکتے ہیں، جناب کریمی نے کہا کہ ۱۱؍ویں کلاس میں داخلہ بہت اہمیت کا حامل ہے، یہاں سے طلبہ وطالبات اپنا مستقبل کا آغاز کرتے ہیں، چنانچہ اچھے اسکول کا انتخاب بہت اہم ہے، اس لئے تمام طلبہ وطالبات کو اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ (قومی تنظیم ۱۳؍ مئی ۲۰۱۹)

ایمس پٹنہ میں ایمیونو ہسٹو کیمسٹری کی جانچ شروع

ایمس پٹنہ میں مریضوں کی بہتر طبی سہولیات کی فراہمی کے سلسلہ مین پیتھولوجی شعبہ نے انتہائی اہم جانچ ایمینو ہسٹو کمیسٹری کی شروعات کی ہے، یہ جانچ مختلف قسم کے کینسر کی پہچان اور صحیح علاج میں معاون ہوگا، اس کا باضابطہ افتتاح ایمس کے ڈائرکٹر ڈاکٹر پربھات کمار سنگھ، ڈپٹی ڈائریکٹر پریمل سنہا سمیت دیگر افسران نے کیا۔ ادارہ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر پربھات کمار سنہا نے پیتھولوجی شعبہ کو اس انتہائی اہم جانچ کی شروعات کرنے پر نیک خواہشات پیش کرتے ہوئے ایمس پٹنہ میں علاج کے لئے آنے والے مریضوں کو بہتر طبی خدمات کی فراہمی میں ہر ممکن مدد کی یقین دہانی کرائی۔

تاریخ کے نازک دوراہے پر ہندوستان

احمد جاوید ایڈیٹر روزنامہ انقلاب پٹنہ

اب کوئی اکیس سال ہونے کو آئے۔ جولائی ۱۹۹۸ء کی بات ہے۔اٹل بہاری واجپئی وزیراعظم تھے۔مرکز میں بی جے پی کی این ڈی اے حکومت کے اقتدار میں آئے ہوئے ابھی چند ماہ ہوئے تھے۔سوشل سائنسز کے مشہور عالمی جریدہ 'امپیکٹ انٹرنیشنل' نے ہندوستان میں تاریخ کے پہیے کو الٹا گھمانے ،عہد وسطی کی تاریخ کے حوالے سے سماج میں زہر گھولنے اور تاریخ کی کتابوں میں بوئی ہوئی منافرتوں کو تازہ کرنے کی کوششوں کے پس منظر میں لکھا تھا ''ہندوستان کی ساختہ پرداختہ (سینتھیٹک) تاریخ ایک ٹائم بم کی طرح ہے جس کو ایک دن ضرور پھٹنا ہوتا ہے،(یہی حال رہا تو) ہندوستان ایک نہیں رہیگا، زیادہ لمبے عرصہ تک تو ہرگز نہیں رہ سکے گا''۔ یہ ایک تعزیتی مضمون کا آخری فقرہ تھا جو مشہور مؤرخ بی این پانڈے کی رحلت پر لکھا گیا تھا کہ وہ اس ملک میں ان معدودے چند ہندو مؤرخین میں سے تھے جنہوں نے ایسی تاریخ کے ساتھ احتیاط سے کام لیا اور یہ کہ وہ جانتے تھے کہ یہ تاریخ ان یوروپی مؤرخین کی مرتب کردہ ہے جن کا اصل مقصد بانٹو اور حکومت کرو کی پالیسی کی خدمت کرنا تھا۔

یہ ہندوستان میں راشٹر واد کی اس سیاست کی شروعاتی اٹھان کا زمانہ تھا جس کو ہندوتو کا نام دیا جاتا ہے،اب جبکہ یہ نشہ اپنے پورے شباب پر ہے، ملک کے کونے کونے میں لوگوں کے سروں پر چڑھ کر بول رہا ہے، مغربی بنگال جیسا خطہ جو دہائیوں بائیں بازو کی جماعتوں کا گڑھ رہا ہے، گلے گلے تک اس کی لپیٹ میں ہے، مشہور عالمی جریدہ 'اکونومسٹ' نے اپنے تازہ شمارہ (۲رمئی) میں لکھا ہے کہ 'نریندر مودی کی قیادت میں ہندستان کی حکمراں جماعت (بی جے پی) اس ملک میں جمہوریت کے لیے خطرہ بن چکی ہے اور یہ کہ ہندوستان تاریخ کے ایک انتہائی نازک دوراہے پر ہے، یہ ایک انتہائی سلگتا ہوا سماج ہے جس کو کبھی بھی کوئی چنگاری وہ آگ لگادے گی کہ جس کو سنبھالنا ممکن نہ ہوگا تو مجھے پوری شدت کے ساتھ واجپئی ، اڈوانی اور جوشی یاد آئے۔اب واجپئی اس دنیا میں نہیں رہے، ان کے جو رفقا رہ گئے ہیں الگ تھلگ پڑے ہیں اور سراسیمہ ہیں۔اڈوانی اور یشونت سنہا متعدد مواقع پر اس خوف کا اظہار کر چکے ہیں کہ بی جے پی کی جس نسل نے ان کی جگہ لی ہے ان کے ہاتھوں اس ملک میں جمہوریت کا مستقبل محفوظ نہیں ہے۔

'اکونومسٹ' تنہا عالمی جریدہ نہیں ہے جس نے اس خوف کا اظہار کیا ہے۔مشہور عالمی میگزین 'ٹائم' (انٹرنیشنل) نیا سی ہفتے اپنے سرورق کی کہانی میں وزیراعظم نریندر مودی کو'ہندستان کا بانٹنے والوں کا سردار' (India's Devider Inchief) لکھا ہے اور یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا ہندوستان مزید پانچ سال مودی کے اقتدار کا متحمل ہوسکتا ہے؟ ان عالمی جرائد نے ہندوستان کے عوام کو آئینہ دکھانے کی کوشش کی ہے لیکن اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا دیکھنے والے اس آئینہ کو دیکھنے کے لیے تیار بھی ہیں؟ شکر ہے کہ ابھی تک مودی اور ان کے خیمہ کے لوگوں نے آئینے پر تھوکنے کی جسارت نہیں کی، ابھی تک یہ نہیں کہا کہ یہ جرائد ہندستان کے دشمن ہیں، مودی کی مقبولیت سے خوفزدہ ہیں، ہندستان مخالف لابی کے اشارے پر ایسا لکھ رہے ہیں اور بی جے پی کے مخالفین نے ان سے ایسا کرایا ہے۔سوائے اس کے کہ بی جے پی کے ایک منہ زور ترجمان سنبت پاترا نے ملک کے عوام کو گمراہ کرنے کے لیے یہ جھوٹ بولا کہ ٹائم کے جس نمائندہ نے اپنی رپورٹ میں مودی کو بانٹنے والوں کا سردار لکھا ہے، وہ پاکستانی ہے جبکہ مشہور سیاسی مبصر آتش تاثیر لندن میں پیدا ہوا، امریکہ کا شہری ہے اور پچھلے پانچ سال سے مودی کی قصیدہ خوانی کرنے والی مشہور ہندوستانی صحافی تولین سنگھ کا بیٹا ہے۔اس کے والد ضرور پاکستانی تھے لیکن پاکستان کے صوبہ پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کو اس کے اپنے ہی ایک محافظ نے پاکستانی مسلمانوں کی روایتی سوچ کے خلاف اس کی روشن خیالی کی پاداش میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ مشکل یہ ہے کہ یہ جرائد عالمی برادری میں اپنی ایک غیر معمولی ساکھ رکھتے ہیں، بی جے پی کی قیادت جس اسرائیل، امریکہ اور عالمی صیہونیت کی گود میں کھیلتی رہی ہے ان ہی کے وسیع تر مفادات کے محافظ مانے جاتے ہیں۔ان کا یہ سوال اٹھانا کہ کیا دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت مزید پانچ سال مودی حکومت کی متحمل ہوسکتی ہے، دراصل اس حقیقت کی جانب اشارہ ہے کہ ان کا 'نیو ورلڈ آرڈر' اس ہندستان کا متحمل نہیں ہوسکتا جو مودی کی قیادت میں بی جے پی بنارہی ہے۔ ہندستان میں امریکہ اسرائیل لابی کے سب سے بڑے وکیل اور کھلے ایجنٹ سبرامنیم سوامی پہلے ہی اس کا اشارہ دے چکے ہیں کہ مودی حکومت دوبارہ اقتدار میں نہیں آرہی ہے اور اس پورے واقعہ کا قابل غور نکتہ یہی ہے کہ خود وہ طاقتیں بھی مودی کو ہندوستان میں جمہوریت اور عالمی نظام کے تانے بانے میں سیاسی و معاشی امن واستحکام کے لیے خطرہ سمجھنے لگی ہیں جو بی جے پی کی سرپرستی کرتی آئی تھیں، وہ عالمی میڈیا بھی اب مودی کی ذات میں معاشرے کو بانٹنے اور قوم کو انتشار میں مبتلا کرنے والا دیکھ رہا ہے جو کل تک اس کے حوصلے اور اصلاح پسندی کی تعریف کرر ہا تھا۔ ورنہ جو باتیں ان رسائل و جرائد نے آج لکھی ہیں سنگھ پریوار، بی جے پی اور ان کے لیڈروں کے تعلق سے ان کے اقتدار میں آنے سے دہائیوں قبل کہی جاتی رہی ہیں۔ ہاں! یہ ایک تلخ سچائی ہے کہ جو بات اس وقت عالمی میڈیا نے کہی، جس صداقت پسندی سے ان جرائد نے کام لیا، اسی ہمت سے کام ہمارے قومی میڈیا کے سرخیلوں نے نہیں لیا۔ یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ مودی اور ان کے اندھے حامیوں نے اپنے مخالفین پر ملک کو توڑنے والوں سے ہمدردی رکھنے اور علاحدگی پسند گروہوں کی مدد کرنے کا الزام دھرا، ان کو ٹکڑے ٹکڑے گینگ کہہ کر بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن دنیا ہے کہ خود مودی کو ملک کو توڑنے اور سماج کو بانٹنے والوں کا سردار کہہ رہی ہے۔ تاریخ کے ماتھے پر یہ کالا سچ ثبت ہو چکا۔کل کو جب بھی تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں گے، آپ کو یہ لکھا ملے گا کہ ہندستان جب ہمیشہ سے زیادہ منقسم و منتشر تھا، اس کے لیے جو ایک شخص سب سے زیادہ ذمہ دار تھا وہ کوئی اور نہیں اس ملک کا وزیراعظم تھا۔

ٹائم میگزین نے وزیراعظم نریندر مودی کے پانچ سال کے دور اقتدار کا جائزہ لیتے ہوئے سوال اٹھایا ہے کہ کیا دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت مودی حکومت کے مزید پانچ سال برداشت کر پائے گی؟ اور ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے؛ اور اگر ایسا ہوا تو یہ اس ملک کی ایک بہت بڑی بدقسمتی ہوگی۔ میگزین نے پنڈت جواہر لال نہرو کے دور کے ہندستان ، ان کی سوچ اور سماج کا ہندوستان کی موجودہ سماجی صورتحال سے تقابلی جائزہ لیا ہے جس کو مطعون کرنے کا کوئی موقع مودی جانے نہیں دیتے۔اپنے پانچ سالہ دور اقتدار میں انہوں نے دنیا کا گوشہ گوشہ چھان مارا، کئی ملکوں سے ایوارڈ اور سپاس نامے تک حاصل کیے، میڈیائی پروپیگنڈے کی طاقت کی بدولت ملک کے لوگ تو یہاں یہ سمجھتے رہے کہ دنیا میں ہندوستان کا نام روشن ہورہا ہے لیکن اصل میں ہندستان کی جگ ہنسائی ہوتی رہی۔ٹائم کے آتش تاثیر کے الفاظ میں نریندر مودی کا اقتدار اس امر کا غماز بن گیا کہ وہ ہندوستان جس کے لبرل کلچر کا بہت تذکرہ کیا جاتا تھا وہاں ایسا کچھ نہیں تھا بلکہ وہاں مذہبی تفریق، مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت کے جذبات اور ذات پات پر مبنی شدت پسندی پھل پھول رہی تھی۔ٹائم نے لکھا ہے کہ مودی نے اپنی تقاریر اور بیانوں میں ہندوستان کی عظیم شخصیات پر رکیک حملے کیے جن میں نہرو جیسی 'عظیم' ہستی بھی شامل تھی۔ ظاہر ہے کہ جن شخصیتوں کا شمار جدید ہندستان کی عظمتوں میں ہے ان میں مہاتما گاندھی ، پنڈت نہرو اور مولانا آزاد سرفہرست ہیں لیکن مودی نے ان کو بھلانے اور ان کی عظمتوں کو لوگوں کے دلوں سے نکالنے کی کوشش کی۔ اس کے برعکس انہوں نے ماضی کی اساطیری شان وشوکت کو زندہ کرنے ،توہمات کو ہندستان کی شان بنانے اور سائنسی سوچ کی حوصلہ شکنی کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، حتی کہ منگولیا جا کر چنگیز خاں کے مجسمہ پر خراج عقیدت پیش کرنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہیں کیا، وہی چنگیز خاں جس نے آدھی دنیا کو تہہ تیغ کر دیا تھا۔ چنگیز خاں کے لباس میں چنگیزی کمان سے تیر داغ کر خود کو فاتح عالم تصور کرنے کی حماقت آج کی اس جمہوری دنیا میں شاید ہی کوئی ذی شعور شخص کر سکتا تھا لیکن مودی نے یہ بھی کیا۔ رہی سہی کسر اس وقت پوری کردی جب انہوں نے اتر پردیش کا وزیر اعلیٰ ایک ایسے شخص کو بنایا جو بھگوا لباس میں نفرت وعداوت پھیلانے کے لیے بدنام تھا، قبروں سے لاشیں نکال کر بلاتکار کرنے کی بات کرتا تھا۔آتش تاثیر نے لکھا ہے کہ ۲۰۱۷ء میں اتر پردیش میں جب بی جے پی نے انتخاب جیتا تو 'بھگوا' پہن کر نفرت پھیلانے والے ایک شخص کو وزیر اعلیٰ بنا دیا گیا۔ٹائم نے مسلمانوں اور دلتوں پر ان حملوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے جو پہلے گجرات میں اور پھر ملک کے طول وعرض میں ہوئے اور جن پر 'خاموشی' نے مودی کو فسادیوں کا دوست ثابت کیا۔ یاد رہے کہ اسی ٹائم میگزین نے مودی کو سال ۱۵-۲۰۱۴ء میں دنیا کے سب سے با اثر ایک سو اشخاص کی فہرست میں جگہ دی تھی اور بی جے پی والے اس پر سینہ پھلاتے پھرتے تھے۔

بقیہ روزہ اور تعمیر سیرت .... تعمیر سیرت کے حوالہ سے رمضان کے دوران پورا ایک ماہ کا عرصہ ہمیں وہ مواقع فراہم کرتا ہے جن میں اپنے تعلقات کو اللہ کے ساتھ، اللہ کی مخلوق کے ساتھ حق کی بنیاد پر استوار کرسکیں اور اپنی شخصیت کے ان پہلوؤں کو جن کا تعلق ہمارے معاشرتی وجود سے ہے۔ ان کا جائزہ لیکر ہم ان میں وہ تبدیلیاں پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہیں اور ہمیں آخرت میں کامیاب بنانے والی ہیں، گویا روزہ تعمیر سیرت کا وہ سب سے مکمل نظام تربیت ہے جس میں ایک شخص اپنی ذاتی زندگی میں معاشی معاملات میں، سیاسی معاملات میں، خاندانی معاملات میں یکساں طور پر ہدایت پانے کے بعد ایک ایسے معاشرہ کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرسکتا ہے جس میں عدل ہو، محبت ہو، اخوت ہو، رواداری ہو اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بندگی کا احساس پایا جاتا ہو، ہماری سیرت و کردار میں رب کی اطاعت اور رسول کریم ﷺ کے ہر عمل اور ہدایات کی پیروی کا جذبہ اجاگر ہو جائے اور آپ ﷺ کے ہر حکم کے حوالہ سے ہمارا طرز عمل وہ ہو جسے قرآن کریم نے یوں کہا: ''سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر''۔

بقیہ علماء اور فضلاء مدارس کے لیے جدید تعلیم کے مواقع .... مگر آہستہ آہستہ علماء کی عصری تعلیم سے دوری نے ان کو زندگی کے مختلف شعبوں اور حکومت کے اہم مناصب پر فائز ہونے سے روک دیا ہے؛ اس لیے علماء کو عصری تعلیمات سے مکمل طور سے واقفیت حاصل کر کے اور اس میں مہارت پیدا کر کے، سیاست، قانون، ایڈمنسٹریشن، سول سروسز جیسے اعلیٰ اور بلند مناصب پر فائز ہونے کی جدو جہد کرنی چاہیے، اس طرح ملک کی خدمت بھی ہوگی اور سماج پر اثر ورسوخ بھی قائم ہوگا، جس سے امن واعتدال قائم ہوگا؛ اس لیے ضروری ہے کہ مدارس کے معیار تعلیم کو اعلیٰ سے اعلیٰ کرنے کی فکر کی جائے؛ تاکہ ان مدارس سے نکلنے والے طلبہ اپنے اپنے میدان میں زیادہ کارآمد اور باصلاحیت بن سکیں، ساتھ ہی مدارس کے طلبہ کو صحیح گائڈ لائن فراہم کی جائے؛ تاکہ وہ اپنے بہتر مستقبل کے لیے اپنی صلاحیت اور دلچسپی کے اعتبار سے مدارس کی تعلیم سے فراغت کے بعد صحیح کورس کا انتخاب کرسکیں اور دینی مدارس کے فارغین عصری یونیورسٹیوں میں اپنے دینی تشخص اور اسلامی شعار پر قائم رہتے ہوئے جدید علوم سے فائدہ اٹھائیں اور احساس کمتری کے شکار ہوئے بغیر مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنے وطن اور قوم کی خدمت کے لیے کمربستہ رہیں۔ اگر منصوبہ بندی کے ساتھ محنت کی جائے تو آئندہ برسوں میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں علماء وفضلاء مدارس کی ایسی ٹیم تیار ہوسکتی ہے، جو اسلامی علوم میں پوری دسترس رکھنے، شریعت اسلامی پر پوری طرح کاربند ہوتے ہوئے عصری میدانوں میں بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا کر ملک میں ایک صالح انقلاب کا پیش لفظ لکھ رہے ہوں گے۔

لیلۃ القدر: ہزار مہینوں سے افضل

عبد الغفور زاھد

رمضان کے آخری عشرے کی عظمت اس رات کی وجہ سے ہے جسے قرآن میں لیلۃ القدر اور لیلۃ المبارکہ فرمایا ہے۔ یہی وہ مقدس رات ہے جس میں انسانی زندگی کے لئے اللہ کا آخری دستور اور انسانی فلاح کا منشور یعنی ''قرآن مجید'' نازل ہوا۔ ارشاد ربانی ہے ''بیشک ہم نے اس قرآن کو قدر والی رات میں اتارا ہے اور تمہیں کیا معلوم شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں ملائکہ اور جبرئیل اپنے اللہ کے حکم سے ہر طرح کا لے کر اترتے ہیں۔ وہ رات سلامتی ہے طلوع فجر تک۔ یہ ایسی جلیل القدر کتاب ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اسے نازل فرمایا ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اپنی تصنیف نہیں بلکہ اس کے نازل کرنے والے ہم ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس کا نزول شب قدر میں ہوا ہے، شب قدر کے دو معنیٰ ہیں اور دونوں ہی یہاں مقصود ہیں ایک تو یہ کہ وہ رات ہے جس میں تقدیر کے فیصلہ کر دیئے جاتے ہیں، بالفاظ دیگر اس میں اس کتاب کا نزول محض ایک کتاب کا نزول نہیں ہے بلکہ یہ وہ کام ہے جو نہ صرف عرب بلکہ دنیا کی تقدیر بدل دے گا یہی بات سورہ دخان میں فرمائی۔ ''ہم نے اس قرآن مجید کو ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں اتارا ہے کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ وہ رات ہے جس میں ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ ہمارے حکم سے صادر کیا جاتا ہے اور ہم ہی رسول بھیجنے والے ہیں۔ غرض کہ آخری عشرہ میں خیر و برکت کی بڑی وجہ اس میں ایک ایسی رات کا وجود ہے جو شب نزول قرآن ہے اور اسے ہی لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ قرآن وسنت میں لیلۃ القدر کا تعین تو نہیں کیا کہ وہ کون سی رات ہے تاہم اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ قدر و منزلت والی رات رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ہی آتی ہے اور آخری عشرے میں بھی طاق راتوں میں اس کا امکان ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے: ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کر۔'' اگرچہ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیس تاریخ متعین طور پر لیلۃ القدر ہے۔ مگر اہل علم جانتے ہیں کہ اس طرح متعین طور پر کسی رات کو لیلۃ القدر قرار دینا قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔

دوسری روایت ابوداؤد شریف میں حضرت عبداللہ بن انیس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں ایک دیہات میں رہتا ہوں اور الحمد للہ وہیں نماز پڑھتا ہوں آپ مجھے اس خاص رات کے متعلق فرمادیں کہ میں اس رات کو مسجد نبوی میں آجاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تیئسویں رات کو آجانا اس روایت کو عام محدثین نے لیلۃ القدر ہی سے متعلق کیا ہے اور اسے باب لیلۃ القدر میں درج کیا ہے۔ اس سے قطعی طور پر یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین طور پر تیئسویں رات کی نشاندہی فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر تیئسویں رات بھی ہوتی ہے اور آئندہ بھی ہوسکتی ہے۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت جیش فرماتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جو سال بھر قیام اللیل کرے گا وہ لیلۃ القدر پائے گا۔ تو حضرت ابی بن کعب نے جواباً فرمایا اللہ ان پر رحم کرے وہ خیال فرماتے ہوں گے کہ کہیں لوگ متوکل ہوکر نہ رہ جائیں (یعنی رمضان کی آخری راتوں کے انتظار میں قیام اللیل بھی نہ چھوڑ بیٹھیں ورنہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور ستائیسویں رات کو ہوتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ آخر کس بنیاد پر ایسا کہتے ہیں؟ فرمایا: ان علامات کی وجہ سے جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھیں کہ اس رات کا سورج اس طرح طلوع ہوگا کہ اس کی شعاعیں مدہم ہوں گی۔

ایک اور حدیث میں شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ اس رات میں سکون ہوتا ہے نہ زیادہ گرمی اور نہ ہی زیادہ سردی ہوتی ہے۔ آسمان روشن اور صاف ہوتا ہے اور اس کی صبح کو سورج کی شعاعیں ہلکی ہوتی ہیں۔

اور اجمالی طور پر انتیسویں رات کے لیے بہت سی روایتیں ہیں جن میں شب قدر ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔ غرض کہ عظیم المرتبت رات امت مسلمہ کے لئے اللہ رحیم وکریم کا بہت بڑا انعام اور ایک غیر معمولی عطیہ ہے جس سے ہر مسلمان حسب توفیق فیضیاب اور بہرہ ور ہوسکتا ہے اس لیے کہ ان مذکورہ راتوں میں ہر رات اہتمام کرکے ذکر واذکار کرلیا جائے، مغفرت اور بخشش مانگ لی جائے تو کسی بھی فرد کے شب قدر سے محروم ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کے ہاں غلط طور پر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ لیلۃ القدر کسی ایک آن واحد کا نام ہے جو پل بھر میں گزر جاتی ہے اور شاید ہی کوئی قسمت والا اس سے مستفید ہو پاتا ہے یہ تصور انتہائی عامیانہ اور قرآن کریم کی صراحت کے قطعاً منافی ہے۔ سورۃ القدر میں ارشاد ربانی ہے کہ وہ رات مسلسل شب قدر رہتی ہے۔ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک (ھی حتیٰ مطلع الفجر) یعنی وہ رات فجر کے نمودار ہونے تک رہتی ہے۔ جب شب قدر آتی ہے تو اللہ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک ہجوم کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہنے سے فرشتے اللہ کے حضور کھڑے ہونے والے، بیٹھنے والے، نماز پڑھنے والے، اللہ کا ذکر کرنے والے کو سلام کرتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں میں آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ فجر ہوجاتی ہے۔

فجر کے وقت جبرئیل علیہ السلام پکارتے ہیں اے فرشتو! اب چلو۔ فرشتے کہتے ہیں اے جبرئیل! اللہ نے امت محمدیہ کے مومنین کی حاجتوں کے بارے میں کیا کیا؟ تو جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں آج کی رات اللہ نے سب پر نظر رحمت فرمائی ہے۔ اور سب کو اللہ نے معاف فرمادیا ہے اور سب کے گناہ بخش دیئے ہیں سوائے چار قسم کے آدمیوں کے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ہم نے پوچھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا (۱) شراب پینے والا (۲) اپنے والدین سے قطع تعلق کرنے والا (۳) رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنے والا (۴) دوسروں سے بغض وعداوت اور نفرت رکھنے والا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر مجھے لیلۃ القدر میسر آجائے تو میں کیا کروں؟ فرمایا یہ دعا پڑھو ''اے اللہ! تو سراپا درگذر کرنے والا اور درگذر کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو میرے گناہوں کو معاف فرمادے۔ اس متاع گراں تحفہ خداوندی کی قدر کرنی چاہیے، اسے غفلت، لاپرواہی یا ہنگامہ کی نذر نہیں کرنی چاہیے۔ اور نہ نمائشی طور طریقے اپنانے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات سے باغیانہ رویہ ختم کرنا چاہیے اور اس کتاب قرآن مجید سے تعلق جوڑنا چاہیے، قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ تفاسیر کی مدد سے قرآن کا مطالعہ کرکے اپنی علمی صلاحیت اور ایمان میں اضافہ کرنا چاہیے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ، اس کی قدردانی ایک مومن کا فرض

جامعہ فیض الھدایہ، پھلواری شریف میں مولانا محمد شبلی القاسمی کا بصیرت افروز خطاب

گرمیوں کے روزے کی قدر محشر کے دن ہوگی، جب لوگ پیاسے ہوں گے اور روزہ دار کو بھوک اور پیاس نہیں لگے گی، اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک دروازہ روزہ داروں کے لیے مخصوص کررکھا ہے جس کا نام ''باب الریان'' ہے اس دروازے سے صرف روزہ دار گذریں گے جس کے بعد انہیں کبھی پیاس نہیں لگے گی، روزہ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے نجات دلانے کا ذریعہ بنے گا اسی لیے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الصوم جنة'' روزہ ڈھال ہے، اگر کوئی شخص رمضان المبارک کا ایک روزہ ترک کردے اور اس کے عوض غیر رمضان میں پوری عمر روزہ رکھ لے پھر بھی رمضان المبارک کے اس ایک روزہ کے فیوض وکمالات اسے میسر نہیں ہوسکتے اسی وجہ سے صحابۂ کرامؓ جہاد کے سفر میں بھی سخت گرمی کے زمانہ میں روزہ رکھتے، ان میں بعض غش کھا کر گر جاتے تا آنکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرنا پڑا، ان خیالات کا اظہار جامعہ فیض الھدایہ پھلواری شریف میں مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ تراویح میں تکمیل قرآن کے موقع سے فرمارہے تھے۔ مولانا نے فرمایا کہ تراویح کی نماز رمضان کا چاند دیکھ کر شروع ہوتی ہے اور عیدالفطر کے چاند نظر آنے تک پڑھی جاتی ہے، اس نماز کی بڑی فضیلت ہے، خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نماز تراویح کی مداومت فرمائی ہے، اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو اپنے اوپر لازم کرلو''۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز تراویح ادا فرمائی اور اسے پسند فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''جو رمضان میں قیام کرے ایمان کی وجہ اور طلب ثواب کے لئے، اس کے اگلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے'' یعنی صغیرہ گناہ، آپ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ تراویح کی نماز ختم ہوگئی آپ نے تراویح میں ایک ختم قرآن مکمل سنا ہے اس سلسلے کو پورے رمضان باقی رکھنا ہے، ہوتا یہ ہے کہ لوگ شروع رمضان میں عبادت میں مستعد نظر آتے ہیں اور آہستہ آہستہ تساہل اور غفلت میں مبتلا ہوکر تراویح کی نماز بھی نہیں پڑھتے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہئے کہ ہمارے شوق، ہماری رغبت وانابت، ہماری نماز عبادات اور دعاؤں میں اضافہ ہونا چاہئے اور یہ اضافہ ہمیں بتدریج اعتکاف اور پھر شب قدتک پہونچا دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی یہی صورت حال تھی کہ رمضان المبارک میں دوسرے مہینوں کے مقابلہ اس میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا تھا اور آخری عشرہ میں دنیا سے رشتہ توڑ کر بس ایک معبود میں محو اور غرق ہوجاتے تھے اور اپنے گھر اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر مسجد میں معتکف ہوجاتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''آخری عشرہ میں عبادت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پوری توانائی جھونک دیتے تھے''۔

مولانا نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اس ماہ کی آمد سے ہی رحمت وبرکات الٰہیہ کا نزول شروع ہوجاتا ہے، اور انسان کے دل میں اس مہینہ کا احترام پیدا ہوجاتا ہے، جس کی بناء پر قلب انسانی دنیاوی افعال سے دست بردار ہوتے ہوئے عبادات کی طرف راغب ہوجاتا ہے، اس ماہ میں کثرت سے دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں، اس لیے اہتمام کے ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں، بالخصوص افطار کے وقت کی دعاء اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں، سحری کا وقت بھی قبولیت دعاء کا ہے اس وقت بھی اپنے خالق ومالک سے راز ونیاز کرنی چاہئے، ان کے سامنے اپنی ضروتیں اور اپنی فریاد پیش کرنی چاہئے، وہ ایسا داتا ہے کہ مانگنے والوں سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے والوں سے ناراض ہوتا ہے، یہ مہینہ قرآن کریم اور دیگر آسمانی علوم کے نزول کا مہینہ ہے اس لیے ہمیں تلاوت کلام اللہ شریف کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہئے اور اس ماہ میں ہمیں رو رو کر اپنے مولیٰ کو راضی کرلینا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقات وخیرات میں اس ماہ میں غیر معمولی اضافہ فرماتے، ہمیں بھی چاہئے کہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ نفلی صدقات کی کثرت کریں۔

Volume:57/67,Issue:20 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

رتبہ جسے دنیا میں خدا دیتا ہے
وہ دل میں فروتنی کو جا دیتا ہے
(نامعلوم)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

علماء وفضلاء مدارس کے لیے جدید تعلیم کے مواقع

مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ

مدارس اسلامیہ دینی تعلیم کے ایسے مراکز ہیں، جہاں قرآن وسنت اور علوم شریعت کی تعلیم دی جاتی ہے، آج پوری دنیا میں جہاں بھی اسلام کے ماننے والے ہیں اور اللہ ورسول کا نام لے رہے ہیں اور قرآن وسنت پر عمل ہو رہا ہے، وہ سب انہیں مدرسوں کی برکت سے ہے، مدارس کے فارغین قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی میں مہارت پیدا کر کے ملت کی رہنمائی کر رہے ہیں اور بلاشبہ ایسے علماء کا ہر بڑی مسلم آبادی میں ہونا ضروری ہے: اس لیے علماء کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن وحدیث، فقہ اور عربی زبان وادب میں مہارت پیدا کریں، عوام وخواص کے توقعات آج بھی ان علماء اور فضلاء سے پہلے کی طرح قائم ہیں: مگر اس کے ساتھ ہی موجودہ حالات کا تقاضہ ہے کہ مدارس اسلامیہ کے طلبہ وفضلاء کو زمانے سے ہم آہنگ کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے اور اس کے لیے ان کے اندر ایسی صلاحیتیں پیدا کی جائیں جس سے وہ عہد جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر دنیا کے لیے بھی مفید سے مفید تر ثابت ہو سکیں۔ ملکی تناظر میں دیکھیں تو ہمیں ایسے افراد اور علماء وفضلاء کی سخت ضرورت ہے، جو ملک میں آ رہی موجودہ تیز تر سیاسی اور معاشی تبدیلیوں سے واقف ہوں اور ان پر قابو پانے کی پوری صلاحیت کے ساتھ ملت اسلامیہ کی نمائندگی مختلف میدانوں میں کر سکتے ہوں، مسلمانوں کو معیشت اور ملکی خدمات میں آگے بڑھنے کی بھی ضرورت ہے: اس لیے ایسے علماء اور فضلاء کی کھیپ تیار کرنا بھی بہت ضروری ہے جو مدرسوں میں پڑھانے اور مساجد میں اذان، امامت وخطابت کی ذمہ داری سنبھالنے کے ساتھ ساتھ جدید عصری تعلیم گاہوں میں تدریسی فرائض انجام دینے، سائنس وطب، سماجی وعمرانی علوم آئی ٹی اور دیگر پروفیشنل شعبہ جات میں خدمت انجام دینے کے لائق ہوں اور جو آئی اے ایس اور آئی پی ایس بن کر ملک وملت کی خدمت کر سکتے ہوں۔

دینی اداروں میں زیر تعلیم طلبہ کو یہ ذہن نشیں رہنا چاہیے کہ جو تعلیم وہ حاصل کر رہے ہیں، یہ ان کے لیے نعمت ہے اور علم دین حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی نہ صرف اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بسر کریں: بلکہ اپنے گھر والوں، رشتہ داروں، اہل وطن اور پوری دنیا کے لوگوں کی رہنمائی بھی کر سکیں، خاص طور پر علماء کی ذمہ داری دعوت واصلاح کی ہے: مگر دعوت دین کے لیے اپنے عصر اور اپنی قوم کی زبان جیسے اردو، ہندی اور مختلف ریاستوں کی زبانوں میں کمال پیدا کرنا ضروری ہے، عالمی میدان میں کسی خارجی زبان جیسے انگریزی، عربی، فرنچ، جرمن یا چائنیز زبان کا جاننا بھی ضروری ہے، ایسے ہی علماء جو عالمی رجحانات ونظریات اور خطرات سے واقف ہیں، وہ عالمی زبانوں میں اپنے خیالات ونظریات ظاہر کر کے بین الاقوامی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں، علماء وفضلاء مدارس کو اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ جہاں بھی رہیں، وہاں اپنے عالمانہ شان اور داعیانہ کردار کے ساتھ رہیں، اگر مدرسہ میں تدریس، مسجد میں امامت، یا کسی مکتب میں خدمت کا موقع ملے تو ٹھیک، ورنہ انہیں دیگر شعبوں میں قدم رکھنے کے لیے ذہنی طور پر آمادہ رہنا چاہیے اور اس کی پیشگی تیاری بھی کرنی چاہیے، درس نظامی کے نصاب کے ساتھ ساتھ وہ اگر انگلش اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی حاصل کریں تو فضیلت کے بعد ان کے لیے بہت سی راہیں کھل سکتی ہیں اور علوم عصریہ کے مختلف میدانوں میں بھی وہ اپنی صلاحیتوں کا استعمال کر سکتے ہیں۔ ملک کے اہم دینی ادارے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعۃ الفلاح وغیرہ کی سند کو مختلف اعتبار سے یونیورسٹیوں میں مساوی یا کم درجہ میں منظوری حاصل ہے، خاص طور پر ملک کی متعدد یونیورسٹیوں مثلاً علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ ہمدرد، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، عثمانیہ یونیورسٹی، مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسٹی، عالیہ یونیورسٹی، مولانا آزاد یونیورسٹی راجستھان، محمد علی جوہر یونیورسٹی رامپور وغیرہ میں مدارس کے فضلاء کے لیے کئی ایسے کورسز ہیں، جن کے ذریعہ فضلاء مدارس عصری علوم کے میدانوں میں قدم بڑھا سکتے ہیں: بلکہ آگے بڑھ رہے ہیں، آج تو کتنے علماء ایسے ہیں، جو یو پی ایس سی، بی پی ایس سی اور دوسرے مقابلہ جاتی امتحانوں میں کامیابی حاصل کر کے اعلیٰ انتظامی عہدوں پر فائز ہیں، اعلیٰ تعلیم کے لیے نیٹ کے امتحان میں پاس کر کے ایم فل اور پی ایچ ڈی کر رہے ہیں اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کر رہے ہیں۔ اسلامک اسٹڈیز کے علاوہ زبان وادب، جرنلزم، پالیٹیکل سائنس، اسلامک بینکنگ، اقتصادیات، تاریخ، جغرافیہ، قانون، اپلائڈ سائنس اکاؤنٹس، بزنس ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر سائنس، طب یونانی، تحقیق وریسرچ اور ٹیکنالوجی اور زراعت کے میدان میں آگے بڑھ رہے ہیں۔

موجودہ دور میں میڈیا کی بھی بہت اہمیت ہے، جرنلزم کی تعلیم پانے والے مدارس کے فضلاء کے لیے الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا بھی دلچسپی کا سامان ہو سکتا ہے، میڈیا میں قدم جمانے کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں، آپ اخبارات میں کسی بھی عہدے پر کام کر سکتے ہیں۔ ایڈیٹر، سب ایڈیٹر، رپورٹر، ٹرانسلیٹر (مترجم)، پروف ریڈر، کمپیوٹر آپریٹر، مارکیٹنگ ایگزیکٹو اور سرکولیشن آفیسر وغیرہ، اخبارات کے تمام شعبوں میں مدارس کے فضلاء کے لیے یکساں مواقع موجود ہیں، کچھ اردو اخبارات میں مدارس کے فارغین پہلے ہی کام کر رہے ہیں، اگر اس شعبے پر تھوڑی توجہ دی جائے تو اس کے اچھے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ ریڈیو میں ایف ایم ریڈیو چینل کی اجازت لی جا سکتی ہے، ایف ایم چینل کے ذریعے سماج اور معاشرے میں اسلامی تعلیمات کا سلسلہ شروع کیا جا سکتا ہے، یہ ایسا میدان ہے، جو پوری طرح خالی پڑا ہے، الیکٹرانک میڈیا میں بھی جگہ بنائی جا سکتی ہے: مگر اس کے لیے باقاعدہ تیاری کرنے اور منظّم ہو کر چلنے کی ضرورت ہے۔ صحافت ومیڈیا دعوت دین کا بھی بہت موثر ذریعہ ہے، اس کے اثرات خوانچہ والوں سے لے کر تخت وتاج والوں تک ہوتے ہیں: اس لیے اس پر توجہ دینی چاہیے۔ مدارس کے فارغین کے لیے ترجمہ نگاری کا فن بھی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ عام طور پر مدارس کے فارغین اردو زبان جانتے ہیں: اس لیے وہ اردو زبان کو مضبوط کر کے عربی، انگلش، چینی، فرنچ، جرمن یا ترکی زبانوں میں سے کوئی ایک زبان سیکھ کر ترجمہ نگاری کے میدان میں بہ آسانی آ سکتے ہیں۔ دو زبانوں پر مہارت ہو اور ترجمہ نگاری کو پیشہ بنا لیا جائے تو روزگار کے لیے یہاں وہاں بھٹکنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ سفارت خانوں، بین الاقوامی کمپنیوں، بڑے ہسپتالوں، تعلیمی اداروں، یونی سیف، یونیسکو، سیاحتی مقامات اور بیرونی ملکوں سے آنے والے تاجروں اور سرکاری وغیر سرکاری اداروں کے لیے ترجمہ نگاروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ مدارس کے طلبہ اگر عربی زبان بولنے، عربی سے ترجمہ کرنے، عربی میں مضامین لکھنے کی صلاحیت پیدا کر لیں تو اس میدان میں بہتر کام کر سکتے ہیں۔ مدارس کے فضلاء کے لیے ایک اہم میدان اسلامک بینکنگ کا ہے، اسلامک بینکنگ کا میدان کئی اعتبار سے اہم ہے، اس وقت پوری دنیا میں اسلامک بینکنگ سسٹم تیزی سے رائج ہو رہا ہے، ظاہر ہے جیسے جیسے اس کا دائرہ کار بڑھے گا، ویسے ویسے اسلامی اقتصادیات کے ماہرین کی ضرورت پڑے گی، علماء اگر اسلامی اقتصادی نظام پر اپنی گرفت مضبوط کر لیں اور اس میں مہارت حاصل کر لیں تو اس میدان میں ان کے لیے بے شمار امکانات موجود ہیں، اس کے لیے اسلامی تجارت کے علاوہ ریاضی، اکنامکس اور کامرس وغیرہ کی ضروری تعلیم حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ مدارس کے فارغین مختلف دینی وعصری کورسوں کی تدریس آن لائن بھی حاصل کر سکتے ہیں، ہمارے کئی باصلاحیت علماء اس طرح قرآن وحدیث کی تدریس کر رہے ہیں اور ساری دنیا میں ان کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں۔ مدارس کے فارغین کے لیے ایک اچھا میدان سرکاری ونیم سرکاری پرائمری، مڈل وہائی اسکولوں میں تدریس کا ہے، اس کے لیے وہ ڈی ایل ایڈ، بی ایڈ کر لیں تو کامیابی یقینی ہے۔ میں ایک میدان سیاست کا بھی ہے، سیاست کا میدان ایمان دار اور ملک وملت کے لیے اخلاص کا جذبہ رکھنے والے علماء کے لیے پوری طرح خالی ہے۔ سیاست کا علم حاصل کرنے، اس کی تدریس کے ساتھ علماء کے لیے عملی طور پر میدان سیاست میں آنے کے مواقع ہیں، علماء کو اس میدان میں آنا چاہیے اور کونسلر سے لے کر آگے تک کا سفر طے کرنا چاہیے، قانون کا شعبہ علماء کا خاص میدان ہے: مگر فقہ اسلامی کی واقفیت کے ساتھ ملکی قوانین کی واقفیت ومہارت ضرورت ہے: اس لیے ایسے علماء جو زبان وبیان پر اچھی قدرت رکھتے ہوں اور بارہویں، یا مولوی، یا گریجویشن، یا عالم وفاضل کی سند رکھتے ہوں، ان کو لا (قانون) میں داخلہ لے کر قانون کی ڈگری حاصل کر کے ملک وملت کی خدمت کے لیے آگے آنا چاہیے، برطانوی سامراج کے زمانے میں علماء نے اپنے اثر ورسوخ کو برقرار رکھا تھا: (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)